گلزارِ اولیاء

تالیف

فخر العلماء والمحدثین واقف رموز شریعت حضرت سیدنا مولانا مرشدنا الحاج
ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری دامت فیوضہ وبرکاتہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْن

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار انت — کہ برنداز رہ پنہاں بحرم قافلہ را
در لباس اہل دنیا کارِ عقبی میکنند — خرقۂ فقرست پنہاں در طریق نقشبند

گلزارِ اولیاء

مؤلفہ

فخر العلماء والمحدثین واقف رموز شریعت حضرت سیدنا مولانا مرشدنا الحاج
ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری دامت فیوضہ وبرکاتہ

Published by :
دکن ٹریڈرس بک سیلرز اینڈ پبلشرز
23-2-378 مغل پورہ، حیدرآباد 500 002
☎ : 040-24521777, 66490230, Fax : 66710230

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

تفصیلات کتاب

نام کتاب : گلزارِ اولیاء

نام مصنف : محدث دکن حضرت ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی قادریؒ

تعداد اشاعت : ایک ہزار (1000)

کمپیوٹر کتابت : محمد وحید الدین

طباعت : ''دکن ٹریڈرس'' بک سیلر اینڈ پبلیشرس حیدرآباد، تلنگانہ۔ الہند

سن اشاعت : ربیع الثانی 1438ھ جنوری 2017ء

Published by :

دکن ٹریڈرس بک سیلر اینڈ پبلیشرز

23-2-378 مغل پورہ، حیدرآباد 500 002

☎ : 040-24521777, 66490230, Fax : 66710230

گلزار اولیاء کی اشاعت

حضرت محدث دکن ابوالحسنات علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں، حضرت علیہ الرحمہ کے علمی وقیع کارنامے ہیں۔ جو علمی دنیا میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں، حضرت علیہ الرحمہ کی تالیفات منیف میں سے ایک عظیم تالیف ”گلزار اولیاء“ ہے۔ اس کتاب میں حضرت علیہ الرحمہ کا ایک پر مغز مقدمہ ہے جو انسانی سینہ کو اللہ کی محبت سے بھر دیتا ہے، بعد ازاں ”نور قلوب تسکین نفوس حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم“ کے عنوان سے حضور انور سید عالم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت و مرتبت اور آپ ﷺ کی حیات پاک کے نورانی جلوے بکھیرے ہیں، علم و عرفان سے محروم سینے بھی جس کی برکت سے علم و معرفت کا خزینہ بن جاتے ہیں، پھر دیگر جلیل القدر اصحاب کرام و تابعین عظام اور گرامیٔ قدر اولیاء کاملین کا تذکرہ قلمبند فرمایا ہے، تذکرہ کیا ہے گویا پند و نصائح کا ایک بیش قیمت سرمایہ ہے جو دلوں کی دنیا کو روشن و منور کرتا ہے، پڑھنے والوں کی فکر و نظر کو جلا بخشتا ہے، یہ کتاب بھی عرصہ دراز سے ناپید تھی۔ اہل سلسلہ مریدین، متوسلین، معتقدین و محبین کا بے حد اصرار تھا کہ اس کتاب کی اشاعت بھی عمل میں لائی جائے، چنانچہ ”گلزار اولیاء“ کی اشاعت کا اہتمام کیا گیا، اس کتاب کی طباعت و اشاعت بھی ”دکن ٹریڈرس“ کے حوالہ کی گئی بفضل تعالیٰ اس کے ذمہ داروں نے بڑی

دلچسپی و خصوصی توجہ کے ساتھ اس کتاب کو شائع کیا ہے۔ حضرت محدث دکن علیہ الرحمہ کی جمیع تصانیف کا حق طباعت و اشاعت والدی مرشدی حضرت سید رحمت اللہ شاہ نقشبندی مجددی و قادری رحمہ اللہ کے وصال کے بعد احقر العباد کے نام محفوظ ہے۔ کسی کو بھی احقر کی اجازت کے بغیر ان کتب کی طباعت و اشاعت کا حق حاصل نہیں رہے گا۔ اس کی خلاف ورزی قانوناً قابل مواخذہ ہوگی۔

اس کتاب کی رسم اجراء حضرت محدث دکن ابوالحسنات، حضرت البرکات، حضرت ابوالخیر، حضرت ابوالخیرات، حضرت ابوالفیض رحمہم اللہ کے اعراس مبارکہ کے موقع پر عمل میں لائی جارہی ہے۔ اہل سلسلہ، معتقدین، مریدین و متوسلین اور عامۃ المسلمین سے خواہش کی جاتی ہے کہ وہ اس کتاب کو ضرورت خریدیں اور اس سے بھرپور استفادہ کریں۔ **فجزاکم اللہ خیر الجزاء۔**

نبیرۂ محدث دکن ڈاکٹر سید صبغت اللہ شاہ نقشبندی مجددی و قادری مدظلہ العالی
جانشین حضرت ابوالخیر سید رحمت اللہ نقشبندی مجددی و قادری رحمہ اللہ الباری

فہرست

سلسلہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
1	نور قلب تسکین نفوس حبیب خدا محمد مصطفیٰ ﷺ	10
2	افضل البشر بعد از انبیاء سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ	19
3	حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	19
4	حضرت سیدنا امام قاسم بن محمد بن ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ	20
5	حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ	21
6	حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ	21
7	حضرت شیخ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ	22
8	حضرت شیخ ابو القاسم جرجانی رحمۃ اللہ علیہ	24
9	حضرت شیخ ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ	24
10	حضرت شیخ خواجہ یوسف ابو یعقوب ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ	24
11	حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ	24
12	حضرت خواجہ عارف ریوکری رحمۃ اللہ علیہ	28
13	حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ	28
14	حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ	29
15	حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ	30
16	حضرت خواجہ سید امیر کلال رحمۃ اللہ عیہ	31
17	حضرت خواجگان خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ	31
18	حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ	33
19	حضرت مولانا خواجہ یعقوب چرقی رحمۃ اللہ علیہ	38

سلسلہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
20	حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ	38
21	حضرت خواجہ محمد شرف الدین زاہد رحمۃ اللہ علیہ	44
22	حضرت خواجہ محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ	44
23	حضرت خواجہ مولانا خواجگی محمد امکنگی رحمۃ اللہ علیہ	45
24	حضرت خواجہ خواجگان خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ	45
25	غوث الواصلین وقطب العارفین محبوب صمدانی امام ربانی مجدد الف ثانی امام طریقت حضرت شیخ احمد فاروقی نقشبندی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ	48
26	حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ	52
27	قدوۃ ارباب الکشف والیقین وسلطان الاولیاء والمتقین مولانا الشیخ سیف الدین رحمۃ اللہ	53
28	حضرت شیخ حافظ محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ	55
29	حضرت مولانا سید السادات سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ	56
30	حضرت مولانا شمس الدین حبیب اللہ مرزا جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ	57
31	حضرت مولانا شیخ شاہ عبد اللہ المعروف غلام علی شاہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	65
32	فرید عصر وحید دہر حضرت شاہ سعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ	74
33	سالک مجذوب ومجذوب سالک باقی باللہ مرشدنا ومولانا حضرت سید پادشاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ	82
34	برادر دینی ومحب راہ یقینی جعل اللہ قلوبنا وقلوبکم سلیمۃ	97
35	دل بگاڑنے والے اور اس کو زنگ آلود بنانے والے اشیاء	107
36	دل کو سدھارنے والے اور اس کو جلا دینے والے اشیاء	107
37	شجرہ حضرات نقشبندیہ رضی اللہ عنہم اجمعین	110

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گلزارِ اولیاء

اللہ کا ذکر کر تو دن رات سب باتیں ہیں یہ ہے کام کی بات
آجائے جو تجھ کو بات کرنا نعتِ شہِ کائنات کرنا

الٰہی ! جو بے سمجھ ہیں ان کا کیا ذکر ہے۔ تیرے ان سمجھ دار بندوں کا صدقہ جو ہر حال میں تیرا ذکر کرتے ہیں، کھڑے، بیٹھے، لیٹے کوئی آن تیری یاد سے غافل نہیں ہے۔

اے خدا ! تیرے اُن برگزیدہ اور مقبول مقربانِ بارگاہ کا صدقہ جو زمین و آسمان کی خلقت اور تیرے عجائب قدرت میں نظر و فکر کیا کرتے ہیں اور تیرے مصنوعات سے تیرے کمالِ قدرت پر غور کر کے تیری عظمت و جلال میں مٹ جاتے ہیں۔

الٰہی ! تیری شانِ لا اُبالی کا صدقہ۔ الٰہی ! تیری شان کبریائی کا صدقہ۔ الٰہی ! تیری عظمت و بڑائی کا صدقہ۔ الٰہی ! تیرے پیارے نبیؐ کے نام نامی کا صدقہ۔ ایخدا ! تیرے عاشقوں کے عشق و محبت کا صدقہ۔ تیرے ذاکرین کے ذکر و فکر کا صدقہ۔ ہم بے سمجھوں کو سمجھ دے۔ غفلت ہٹے تیرے ذکر و فکر کا چسکا لگ جائے۔ اے بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھانے والے ! اے بے دردوں کو دردِ دل دینے والے ! ہم نے ایک منادی یعنی محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اُن نائبوں کو (خدا کی بے گنتی رحمتیں اُن پر اور

اُن کی آل واصحاب پر اور کل علماء عظام اور اولیاء کرام پر ابداً دائماً نازل ہوتے رہیں۔ جنھوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خوب ہی نیابت ادا کی) تیرے عشق ومحبت کی منادی کرتے سنا ہے۔ اس لئے ہم تیرے گرویدہ ہوگئے ہیں سو جو کچھ ہم سے گناہ اور حضور کی نافرمانیاں ہوئی ہیں ان کو معاف کردے اور عالم مثالی سے ان کا وجود بھی مٹادے اور آئندہ اپنی نوکری میں رکھ تاکہ موت بھی آوے تو صالحین کے گروہ میں ہوتے وقت آوے۔ ترک تمنا، ترک خودی، دنیا میں رہنا اور پھر دنیا سے باہر ہمارا شیوہ ہوجائے۔ اے عشق ومحبت دینے والے خدا! تیری اور تیرے رسول کی محبت ہمارے دلوں میں بس جائے۔ شیطان کے حملوں اور نفس کے معرکوں میں وہ سرفروشی اور تیغ بازی دکھائیں کہ غیر کیا خیالِ غیر بھی تو پاس نہ آسکے۔ کفار ومنافقین یعنے نفس وشیاطین سے لڑ بھڑ کر کسی کو قتل کریں، کسی کو اسیر، کسی پر جزیہ باندھیں، کبھی کبھی صلح بھی کریں۔ آخر کار کعبۂ دل پر قابض اور اطراف واکنافِ اعضا پر مسلط ہوجائیں، اللہ ہی اللہ رہ جائے۔ جان وجہان کیا بلکہ ماسوائے محبوب، فدائے محبوب کردیں۔ تقدیر الٰہی واحکام حضرت حق ایسے بامزہ ومحبوب ہوجائیں کہ نفسانی خواہشوں کی طرف التفات ہی نہ رہے۔ کمال توحید وعرفان میں ایسے مستغرق ہوں کہ تمام عوارض وحوادث کرشمۂ لطف وادائے محبوبانہ بن کر لذت دے جائیں۔ غرض بارِ الٰہا! ہم آپ کے ہوں اور آپ ہمارے، یہی ہمارے دلوں کی منتھائے آرزو ہے ۔

دل میں مقصود و مدعا نہ رہے
تو رہے اور دوسرا نہ رہے

حضرات ! یہ انسانِ کامل بنانے والی دعا ہے۔ اس کی مقبولیت آپ ہی کے ہاتھ ہے۔ اگر آپ کا بڑھا ہوا شوق اور آپ کے دل کا تقاضہ آپ کو بار بار اس امر پر مجبور کر رہا ہے کہ کسی طرح ہم بھی اس دُعا کے مصداق بن جائیں تو ان مقدس بزرگوں کی باا ثر صحبت میں رہو، جنھوں نے اپنی ساری عمر یادِ الٰہی میں صرف کردی۔ گڑگڑا کر بہت ہی عجز وزاری سے یہ مرقوم الصدر دُعا کی اور وہ قبول بھی ہوگئی۔ یہ متبرک صحبت ایک نہ ایک دن رنگ لائے گی۔ کبھی نہ کبھی آپ کو اس دُعا کا مصداق بنا کر رہے گی اگر تقدیر نے یاوری نہ کی ایسی صحبت انسانِ کامل بنانے والی نہ ملی تو ہمت نہ ہاریئے لگاتار جان توڑ کوشش کئے جایئے۔ بالفعل میرا یہ رسالہ لیجئے گو جسمانی صحبت نہ سہی مگر ان مقدس بزرگوں کی روحانی صحبت کا مزا دے گا۔ ابھی آپ چٹخارے لیتے ہی ہوں گے کہ یہ مختصر رسالہ ختم ہو جائے گا۔ جاتے جاتے طویل سوانح کا چسکا لگاتے جایئے گا اس وقت اس ناچیز کو نہ بھولئے دُعائے خیر سے یاد فرماتے رہیئے۔

دخل شیطان سے مانگتا ہوں پناہ
ابتدائے سخن ہے بسم اللہ

ابوالحسنات **سید عبداللہ** حیدرآبادی
ابن حضرت مولانا مولوی سید مظفر حسین صاحب
کان اللہ لہما
۲۹؍ ربیع الاول ۱۳۳۴ھ روز جمعہ

۱۔ نورِ قلب تسکینِ نفوس حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور ﷺ کا نام مبارک تو عنوان میں لکھ دیا مگر پھر ہاتھ پر ہاتھ رکھے حیران بیٹھا ہوا تھا کہ آگے لکھوں تو کیا لکھوں۔ سو پچاس ہزار دو ہزار بھی کسی کے اوصاف ہوں تو وہ بھی احاطۂ تحریر میں آسکتے ہیں مگر یہاں تو بات ہی نرالی ہے۔ خدا کی نعمتوں کی طرح میرے آقائے نامدار کے اوصاف جمیلہ بھی بے حد و بے حساب ہیں۔ کوئی لکھے تو کیا کیا لکھے کس طرح لکھے، اسی حیرت میں تھا کہ دل نے پکارا ہوش میں آ! مانا کہ تو جو کچھ کہہ رہا ہے سب سچ ہے مگر تیرے اس رسالہ کا منشاء شرح صدر کی تدبیر بتانا ہے اُسی کے متعلق حضور ﷺ کے کچھ مبارک احوال لکھ دے، ورنہ تو اور وصف نبی ﷺ، چھوٹا منہ بڑی بات ہے، اس ندائے غیبی کو لبیک کہتے ہوئے عرض پرداز ہوں (میرے پیارے نبی ﷺ! میرا دل و جان آپ پر قربان۔ آپ کے شرح صدر کا صدقہ مجھ ناچیز کا بھی شرح صدر کردیجئے)

صاحبو! یہ وہی شرح صدر ہے جس کی حضرت موسیٰؑ کو مدتوں طلب تھی، بڑی تمناؤں کے بعد عطا ہوا تھا بار بار عرض کرتے تھے۔ ۱؎ ”رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ“ یا ایک ہمارے حضور ﷺ ہیں کہ خدائے تعالیٰ بے مانگے شرح صدر کرکے ارشاد فرماتا ہے۔ ۲؎ اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ

۱؎ اے میرے پروردگار مجھے شرح صدر عطا کیجئے ۲؎ کیا ہم نے آپ کا شرح صدر نہیں کیا۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا کجا!

ترجمہ: دیکھئے دونوں شرح صدر میں کس قدر فرق ہے۔

اللہ اللہ وہ کیسا شرح صدر ہوگا کہ جس کے بدولت چند ہی دنوں میں صحرا نشین ہمہ دان و ہمہ بیں ہوگئے۔ اولیائے اُمت کے معارف و حقائق علمائے ہمہ دان کے لطائف و دقائق اسی شرح صدر کے حواشی ہیں، اگر اس شرح صدر کو ایک محل رفیع الشان سے تشبیہ دی جائے کہ جس میں بارہ کمرے ہوں تو نہایت ہی مناسب ہے ہر ایک میں آپ ہی حاکم اعلیٰ ہوں۔

پہلا کمرہ جس کی توضیح یہ ہے کہ ایک کمرے میں ایک بادشاہ عظیم الشان بیٹھا ہوا ہے اور اس کے سامنے روئے زمین کے بڑے بڑے بادشاہ عرب و عجم، روم و شام و ایران و ہند وغیرہ ممالک کے دست بستہ حاضر ہیں اور تدابیر مملکت اور قوانین جہانداری آپ سے دریافت کررہے ہیں اور جو کچھ آپ فرماتے ہیں اس کو سر اور آنکھوں پر رکھتے ہیں، کہیں ہارون الرشید دست بستہ کھڑے ہیں۔ کسی گوشہ میں مامون ہیں، کسی میں سلاطین سلجوقیہ ہیں، کہیں خلفائے مصر ہیں، پھر ان سے پیچھے کہیں سلطان بایزید یلدرم ہیں، اور کہیں سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ ہیں اور کہیں تیمور صاحب قرآن ہیں اور کہیں علاؤالدین خلجی اور سلطان محمود۔ الغرض ہر ایک ملک اور ہر زمانے کے نام آور با اقبال بادشاہ جن کے تذکروں سے کتب تواریخ مزین ہیں اور جن کے کارنامے زبان زد خلائق ہیں۔ ایک شاہنشاہ کے سامنے مسلح حاضر ہیں اور حکم کے منتظر ہیں اور ان جملہ بادشاہوں کا بادشاہ کون ہے؟ وہی ذات بابرکت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

پھر دوسرے کمرے میں ایک حکیم حاذق استادِ زمانہ بیٹھا ہوا ہے اور اس کے سامنے دنیا بھر کے حکماء اور فیلسوف دست بستہ حاضر کھڑے ہیں اور علم سیاست منزل وتہذیب اخلاق ودرستی آداب حاصل کرر ہے ہیں، کہیں بوعلی سینا کھڑے ہیں، کہیں ابوریحان بیرونی ہیں، کہیں ظہیر فارابی اور کہیں شہرستانی، اور کہیں نصیر طوسی وغیرہ وغیرہ حکماء علوم کا استفادہ کرر ہے ہیں اور وہ استاد کامل صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کو اس کی استعداد فہم کے موافق تعلیم دے رہے ہیں۔

تیسرے کمرے میں قانون محمدی کی بہت سی کتابیں دھری ہوئی ہیں، ہدایہ وغیرہ اور ایک قاضی القضاۃ علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑی تمکنت اور وقار سے جلوہ افروز ہیں اور ان کے سامنے بڑے بڑے معاملہ فہم اور موجد قوانین سیاسیہ ونوامیسیہ حاضر ہیں، کہیں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں تو کہیں قاضی ابویوسف اور کہیں امام محمد اور کہیں امام مالک اور کہیں امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ علیہ حاضر ہیں۔ پھر ان کے پیچھے امام الحرمین وابن دقیق العید وتاج الدین سبکی وغیرہ حاضر ہیں اور آپ کے فیصلے جات وارشادات کو اپنا دستور العمل بنا رہے ہیں۔

چوتھے کمرے میں ایک مفتی متبحر مسند افتاء پر بیٹھے ہوئے ہیں اور علوم فنون کے دریا جو اُن کے سینے میں جوش زن ہیں رواں ہیں، کہیں تو نئے واقعہ کے احکام کتاب وسنت سے قواعد اصول کے مطابق نکال کر توضیح کی جارہی ہے، کہیں محدثین، فخر روزگار فنونِ احادیث سے بحث کر کے مستفید ہورہے ہیں، اور کہیں مفسرین زماں قرآن مجید

کے جلوے میں جو جو اسرار ودیعت رکھے ہوئے ہیں اُن سے استفسار کر کے قلمبند کررہے ہیں، اور کہیں واقعات قرآنیہ کی تحقیق کررہے ہیں، اور کہیں اہل دل ان آیات سے جن میں روحانی جذبات مذکور ہیں استفادہ کر کے حظ وافر اُٹھارہے ہیں، کہیں فرائض نویسوں کی ایک جماعت مسائل فرائض و میراث دریافت کررہی ہے اور کہیں قراء بیٹھے ہوئے تصحیح قراءت کررہے ہیں اور الفاظ قرآنیہ کو اسی لب و لہجے سے ادا کرنا سیکھتے ہیں اور کہیں کوئی نماز وروزہ، حج وزکوٰۃ وغیرہا فرائض کے آداب وسنن پوچھ رہے ہیں اور کہیں معاملات بیع ورہن وغیرہ کے متعلق مسائل دریافت ہورہے ہیں اور کہیں متکلمین، علم عقائد کے مسائل کا استفادہ کررہے ہیں، مخلوق کی ابتداء اور انتہاء اور صفات باری اور اس کے افعال اور وجود ملائکہ اور اگلے پیغمبروں اور ان کی کتابوں اور ان کے شرائع سے سوالات کئے جارہے ہیں، کہیں مرنے کے بعد سے لے کر جو کچھ آخر تک روح پر واقعات گزرتے ہیں ان کا حال دریافت ہورہا ہے اور کہیں دنیا بھر کے مذاہب کا احوال دریافت کررہے ہیں کہ ان میں سے کون کون سرے سے غلط اور خیالات جبلہ پر مبنی تھے اور کون سے من اللہ ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی معرفت دنیا میں ظاہر ہوئے تھے مگر بعد میں ان میں تحریف وتبدیل ہوکر ان کی صورت بگڑ گئی اور کہیں ایک جماعت اسرار احکام الٰہی دریافت کررہی ہے اور کہیں علم وزہد ورقاق کے دقائق حل کررہے ہیں یہ مفتی تبحر وہی سرور کائنات ہیں علیہ افضل التحیۃ والصلوٰۃ۔

پانچویں کمرے میں ایک محتسب باوقار مسند حکومت پر بیٹھا ہوا ہے اور

احکامِ الٰہی سے نافرمانی کرنے والوں کو سزائیں دلوا رہا ہے، کہیں زانی سنگسار کیا جارہا ہے، کہیں چور کے ہاتھ کاٹے جارہے ہیں اور کہیں مسکرات کے استعمال کرنے والوں پر درّے پڑ رہے ہیں، کہیں ظلم و تعدی کرنے والوں کو سزائیں ہو رہی ہیں اور کہیں لہو ولعب ناچ باجے والوں پر کوڑے پڑ رہے ہیں، کہیں شہوات اور فسق و فجور کے رسوم مٹائے جارہے ہیں، کہیں دغابازوں، مکّاروں، فریبیوں پر سرزنش ہو رہی ہے، کہیں مرتشی حکام سے بازپرس کی جارہی ہے۔ یہ صاحب وقار محتسب بھی وہی عالیجناب ہیں ﷺ۔

چھٹے کمرے میں ایک ملکی تدابیر اور پولٹیکل خیالات کا حل کرنے والا نہایت ہی عزّ و وقار سے مسند پر بیٹھا ہوا ہے، بڑے بڑے مدبران ملک دست بستہ زمانے کے موافق تدابیر پوچھ رہے ہیں، کہیں سلطنت کے اصول بیان فرما رہے ہیں۔ اَمْرُھُمْ شُوْرٰی [1] کا اشارہ کر کے کاروبار سلطنت کے لئے مدبران قوم کو کمیٹی یا مجلس قائم کرنے کا حکم دے رہے ہیں اور تمام شاہی اختیارات قومی مشورہ کے سپرد فرما رہے ہیں، اور کہیں سلطنت کے استحکام کے لئے قومی لشکر جرار کی تیاری کا حکم دے رہے ہیں۔ وَاَعِدُّوْا لَھُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ [2] ہر زمانے کے موافق اسلحہ و سامان حرب سب سے اوّل رکھنے کی تاکید فرما رہے ہیں، اور ملازمان سلطنت کو افسروں کی اطاعت کا حکم موکد صادر فرما رہے ہیں۔ [3] مَنْ اَطَاعَ اَمِیْرِیْ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ پھر قرب و جوار کی

---

[1] ان کا کام مشورہ سے حکومت کرنا ہے۔ [2] جس قدر ہو سکے سامانِ جنگ تیار کرتے رہو۔

[3] جو میرے (بنائے ہوئے) امیر کی اطاعت کرے گا اس کو میری اطاعت کرنے کا ثواب ملے گا۔

سلطنتوں کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہئے اس کے قوانین و دستورات کی تعلیم دے رہے ہیں، کہیں ملک میں امن و امان قائم کرنے کی تاکید شدید کررہے ہیں، کہیں عہدناموں کی پابندی پر مجبور فرماکر قوم کی عزت و وقار کو قائم رکھنے کی تدبیر فرمارہے ہیں، کہیں قوم کو ماتحتوں پر رحمت و شفقت کی ترغیب دلارہے ہیں، اور سرکشوں خیرہ چشموں سے سختی اور جواں مردی کرنے کی تاکید فرمارہے ہیں، اس لئے کہ قیام سلطنت کے یہی اصول ہیں، کہیں قوم کو نیک چلنی اور پرہیزگاری کی تعلیم اور عیش ونشاط میں پڑنے کی ممانعت کررہے ہیں، اور باہمی اتحاد ومحبت کے اصول جماعت کی نماز، جمعہ اور عیدین اور حج اور بیمار کی عیادت اور سلام کا جواب دینا، حاجات میں کام آنا، معاملات میں درگزر کرنا وغیرہ کی تعلیم کررہے ہیں، اور کہیں فتوحات کے حوصلے دلارہے ہیں اور اعدی بن کر گھر میں بیٹھے رہنے کی بُرائیاں بیان فرمارہے ہیں، یہ کون ہیں؟ وہی عالیجناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم۔

ساتویں کمرے میں ایک عابد و زاہد دنیا و مافیھا پر لات مارے، کس استغناء سے بیٹھا ہوا ہے، صبح سے شام تک اور رات دن میں اپنی عمر گراں مایہ کی ایک گھڑی تو کیا ایک پل بھی بے کار نہیں کھوتا، کبھی تلاوتِ قرآن مَعَ اللهِ بِرٌّ و التَّامِ ہے اور کبھی نوافل میں مشغول ہیں تو کبھی تسبیح وتہلیل میں مصروف اور اوراد وادعیہ صبح وشام رات اور دن میں سے کسی کو بھی ترک نہیں کرتے، صرف ایک خشک ٹکڑے اور پانی کے دو گھونٹ اور موٹے پرانے کپڑوں پر اقتضاء ہے اور کسی غار یا ٹوٹے پھوٹے مکان کے

گوشہ میں رہتے ہیں، ان کے چہرے پر انوار چمک رہے ہیں لوگوں کو اُن سے دِلی انس ہے، ملائکہ علوی و سفلی بھی ان کے پاس آتے ہیں اور بندگانِ خدا ہیں کہ جوق جوق آکر مستفید ہوتے ہیں، پھر کسی کو نوافل اور تہجد میں اوراد و اشغال کی تعلیم ہے، کسی کو دن کے وظائف کی تلقین ہے، نہ کسی امیر کی پروا ہے، نہ کسی دولت مند کے آنے کی تمنا۔ یہ حضرت بھی وہی سرور کائنات ہیں صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہٗ۔

آٹھویں کمرے میں ایک عارف و کامل تشریف رکھتے ہیں جو ذات صفات کے اسرار و عالم ناسوت وملکوت کے حقائق ان کے دلِ فیض منزل پر منکشف ہیں، حقائق ومعارف، مواجید واشواق کا ان کی زبان فیض ترجمان سے دریا جاری ہے۔ قصوص الحکم وفتوحات مکیہ وغیرہ کتابیں اسی ذات مقدس کے بیانات سے لکھی جارہی ہیں وہ بھی آپ ہی ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔

نویں کمرے میں ایک واعظ منبر پر بیٹھا ہوا ہے لوگوں کی روح اور دلوں کو اپنے کلام کی تاثیر سے ہلا رہا ہے اور ایسا سکہ جما رہا ہے کہ پھر وہ دور ہی نہیں ہوتا۔ کسی کو ثواب عظیم واجر جزیل کی ترغیب سے راہ پر لا رہا ہے اور کسی کو عذابِ قبر اور عذاب جہنم کی لپٹیں دکھا کر توبہ کرا رہا ہے اور کسی کو دار آخرت کے درجات اور حیات جاودانی کے برکات دکھلا کر نیک کاموں پر آمادہ کررہا ہے۔ ہزاروں کافر و بت پرست، کفر و بت پرستی سے توبہ کر کے ایمان لا رہے ہیں، بدکار اپنی بدکاری پر نادم ہو کر رو رہے ہیں، سنگ دلوں کا دل موم ہو کر پگھلا جا رہا ہے۔ مجلس میں آہ و بکا کی آواز دلوں کو ہلا رہی ہے اور پھر

لطف یہ ہے اثر میں وہ قیام ہے کہ پھر دُور ہی نہیں ہوتا جو ایک بار بھی اس مجلس میں آ گیا اس پر بھی ایسا رنگ جما کہ عمر بھر نہ اُترا خونخوار خونی ایسے رحم دل ہو گئے کہ چڑیا کے بچے کو بھی اپنے بچوں سے زیادہ نگاہ شفقت سے دیکھا کئے شہوت پرست پرہیزگار بن گئے، ست اور غافل ہشیار نظر آئے، کنجوس کٹر سخی ہو گئے، دنیا کی کایا پلٹ گئی یہ حضرت واعظ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

دسویں کمرے میں ایک بڑے مرشد کامل صاحب طریقہ و صاحب دل بیٹھے ہوئے ہیں، جن کی نگاہ خاک کو کیمیا کر رہی ہے۔ طالبان خدا کا ان کے اردگرد ہجوم ہے وہ ہر ایک کے استعداد کے موافق اس کے حجاب دُور کر رہے ہیں اور وصولِ الی اللہ کے راستے بتا رہے ہیں اور اُن کے مقامات و احوال اور مراتب و مناصب ظاہر کر رہے ہیں اور مریدین کے باطن میں رنگا رنگ توجہات و تاثیرات پیدا کر رہے ہیں، کسی کو وجد آ رہا ہے، کوئی حیرت زدہ ہو رہا ہے، کوئی لطائف پر نظر کر رہا ہے، کسی پر فنا کا غلبہ ہے تو کسی پر بقا کا، کوئی معیت کے دریا میں ڈوبا ہوا ہے تو کوئی تفرید کے جنگل میں ٹکڑا رہا ہے۔ حضرت جنید بغدادی و شبلی و سیدنا عبدالقادر جیلانی و شیخ احمد بدوی و خواجہ معین الدین چشتی و نظام الدین محبوب الٰہی و شیخ شہاب الدین سہروردی و خواجہ بہاؤالدین نقشبند وغیرہ اولیاء کرام حاضر ہیں۔ یہ مرشد کامل بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

گیارہویں کمرے میں ایک نور پیکر بیٹھا ہوا ہے جس کے رخساروں پر آفتاب و مہتاب قربان ہو رہے ہیں اور آسمان کے ستارے نثار، وہ جمالِ الٰہی کا

پورا آئینہ ہے، ازلی محبوبیت اس میں کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی ہے، اس میں ای ایسی کشش ہے جو تمام بنی آدم کے دل بے خود اس کے طرف کھنچے چلے آر ہیں۔ مخلوق پروانہ کی طرح بے اختیار اس شمع پر قربان ہو رہی ہے وہ بھی آپ ن ہیں، صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

بارہویں کمرے میں ایک رسول صاحب کتاب نہایت عز وشان ک ساتھ تخت پر جلوہ آرا ہے اور حضرت اسحاق وابراہیم ویعقوب وداؤد وسلیمان وموی عیسیٰ علیہم السلام کے اردگرد تشریف رکھتے ہیں اور یہ خاتم النبیین ان کی شریعتوں می اصلاح کررہے ہیں، کہیں ضرورت زمانہ کے لحاظ سے کچھ احکام بڑھا رہے ہیں کہیں گھٹا رہے ہیں کہیں مٹے ہوئے نشانیوں کو از سر نو قائم فرما رہے ہیں اور سب تسلیم کررہے ہیں اور اپنا استاد مان رہے ہیں یہ بھی وہی ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔

یہ ہے شرح صدر اس کی پوری شرح کئی کتابوں میں بھی ناممکن ہے، الغرض آپ سارے جہان کو شرح صدر کا طریقہ سکھا کر قیام قیامت تک نہ مٹنے والا شرح صدر کا سلسلہ قائم فرما کر ۱۱ھ میں پیر کے دن بارہویں ربیع الاول کو دنیا سے تشریف لے گئے نگاہوں سے چھپ گئے۔ (۱) اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

۱۔ بے شک ہم اللہ ہی کیلئے ہیں اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

۲۔ افضل البشر بعد از انبیاء سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کو نسبت حُبِّیت تھی اسی نسبت کی اس طریقۂ عالیہ نقشبندیہ میں حفاظت کی جاتی ہے۔ وفات آپ کا شہر مدینہ منورہ میں مابین مغرب وعشاء ۲۲/ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ میں ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر شریف ترسٹھ سال کی تھی۔ حسب الوصیت آپ کے آپ کو کفنا کر دربارِ نبوی میں لے چلے، حجرۂ مبارک کے سامنے رکھ کر عرض کیا گیا یا رسول اللہ یہ ابوبکر حاضر ہیں، انھوں نے وصیت کی ہے کہ اگر خود بخود دروازہ مبارک کھلے تو پہلوے مبارک میں آپ کے دفن کرنا، ورنہ بقیع میں لے جانا۔ ابھی یہ الفاظ پورے نہیں کہنے پائے تھے کہ خود بخود دروازہ مبارک کھلا اور سبھوں نے اندر سے یہ آواز آتی ہوئی سنی کہ حبیب کو حبیب کے پاس لے آؤ۔ یہ سن کر حاضرین نے آپ کو حجرۂ مبارک میں لیجا پہلو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دفنا دیا۔

۳۔ حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کی شان میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ سلمان ہمارے اہل بیت سے ہیں۔ آپ نے روایت کی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لوگو! دنیا سے اس قدر لو، جتنا ایک سوار ضروری توشہ ساتھ لیتا ہے۔ اکثر آپ فرمایا کرتے تھے دنیا پر مر مٹنے والو! سونچو تو یہ کیسی تعجب خیز بات ہے کہ تم لانبی چوڑی اُمیدوں میں لگے ہوئے ہو، حالانکہ موت تمہارے پیچھے پڑی ہوئی ہے تم غافل ہو وہ

غافل نہیں ہے، تم ہمیشہ شادان فرحان رہتے ہو مگر کبھی تم نے یہ بھی سونچا کہ تمہارا ر سے خوش ہے یا ناراض۔ آپ کی وفات ۳۳ھ میں سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت میں ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر شریف ڈھائی سو سال کی تھی۔ اپنی زندگی می آپ نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا کہ میں اور تم دونوں میں پہلے مرے وہ دوسرے کے خواب میں آکر مرنے کے بعد جو کچھ اس پر گزرے اس خبر دے، عبداللہ بن سلام نے فرمایا کہ کیا مردہ سے ہوسکتا ہے؟ کہ جس کے خواب می چاہے جائے، آپ نے فرمایا ہاں مسلمان زمین و آسمان میں جہاں چاہے جاسکتا ہے کافر محبوس ہوکر ایک ہی جگہ پڑا رہتا ہے۔ عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ جب حضرت سلمان کی وفات ہوگئی تو ایک روز میں قیلولہ کررہا تھا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ سلما تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ میں نے کہا وعلیکم السلام اور پوچھا کہ جناب اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا وہ کر نہایت لطف و کرم سے پیش آیا۔ بس دو کام مجھ کو اس مشکل وقت میں کام آئے ایک توکل کرنا اور دوسرا راضی بقضاء الٰہی رہنا۔

۴۔ حضرت سیدنا امام قاسم بن محمد بن ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ

مدینہ منورہ میں سات فقیہ تھے۔ آپ ان میں کے ایک ہیں۔ آپ کے زمانے میں کوئی آپ سے زیادہ سنت کا واقف اور فاضل نہیں تھا۔ آپ کی وفات مابین مکہ مدینہ کے ۱۰۶ھ میں ہوئی، اس وقت آپ حج یا عمرہ کا احرام باندھے ہوئے تھے۔

۵۔ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کی ولادت ۸/ رمضان المبارک ۸۳ھ میں ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا بقاء نعمت کے لئے شکر، وسعت رزق کے لئے استغفار[1]۔ حاجت براری کے لئے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ نہایت مجرب ہے۔ یہ بھی آپ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ دنیا کو کہہ رکھا ہے، اے دنیا! جو میری خدمت کرے تو اس کی خادمہ بنی رہنا۔ اور جو تیرے پیچھے پڑے تو اس کو ہمیشہ دھتکارتے جانا۔

صاحبو! عمل نہ کرکے جنت کا امیدوار رہنا بے وَتر کی کمان سے تیر مارنا ہے۔ اکثر آپ یہ دعا کیا کرتے تھے[2] اَللّٰهُمَّ اَعِزَّنِیْ بِطَاعَتِکَ وَلَا تُذِلَّنِیْ بِمَعْصِیَتِکَ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ مُوَاسَاةَ مَنْ قَتَرْتَ عَلَیْهِ رِزْقَکَ بِمَا وَسِعْتَ عَلَیَّ مِنْ فَضْلِکَ آپ کی وفات مدینہ منورہ میں ماہ شوال بقولے ۱۵/ رجب ۱۴۸ھ میں ہوئی۔

۶۔ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسی روحانی تعلیم پائی ہے۔ ایک روز اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا، عرض کیا یا الٰہ العالمین! آپ تک پہنچنے کا کیا

---

(۱) یعنی استغفر اللہ کہنا۔

(۲) اے اللہ آپ کی اطاعت کرواگر مجھ کو عزت دے۔ آپ کے گناہ کرا کے مجھے ذلیل ورسوانہ کیجئے۔ اے اللہ جن پر آپ روزی تنگ کئے ہیں ان کی غمخواری کرنے کی مجھے توفیق دیجئے اس مال سے جو آپ مجھے اپنے فضل سے عطا فرمائے ہیں۔

طریقہ ہے؟ ارشاد ہوا نفس کو چھوڑتے ہی ہم مل جاتے ہیں۔ کسی نے پوچھا حضور آپ ک یہ معرفت کیسے ملی؟ فرمایا بھوکے پیٹ اور برہنہ بدن سے۔ ایک وقت آپ نے فرما لوگ حساب سے بھاگتے ہیں، میں تو دعا کیا کرتا ہوں کہ مجھ سے حساب لیا جائے۔ لوگوں نے عرض کیا یہ کیوں؟ فرمایا عجب مزہ ہوگا کہ اثناء حساب میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا[۱] یَا عَبْدِیْ! میں کہوں گا۔[۲] لَبَّیْکَ (اس کا مزہ اس دل جلے عاشق سے پوچھو جس کا معشوق اپنی حضوری میں بلا کر کچھ پوچھتا جائے اور یہ اس کا جواب دیتا جائے) آپ نے محبت کی تعریف یوں کی ہے: عاشق اپنے بہت کئے ہوئے کو تھوڑا اور معشوق کے تھوڑے کئے ہوئے کو بہت سمجھے۔ کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا عرض کیا مرنے کے بعد حضور پر کیسی گذری؟ فرمایا دفن کے بعد مجھ سے کہا گیا بڈھے! بتا تو نے ہمارے پاس کیا لایا ہے۔ میں نے عرض کیا بادشاہوں کی دیوڑھی پر جب فقیر آتا ہے تو اس سے یہ نہیں کہا جاتا کہ تو ہمارے پاس کیا لایا ہے؟ ہاں ہم نے یہ کہتے سنا ہے کہ او خالی ہاتھ فقیر! کہہ کیا چاہتا ہے۔ آپ کی وفات پندرہ شعبان ۲۶۱ھ میں ہوئی۔

۷۔ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ سے ایسی روحانی تربیت پائے ہیں اور اپنے زمانے کے غوث وقطب ہیں، آپ فرمایا کرتے تھے ساری کائنات سے افضل وہ دل ہے جو خدائے تعالیٰ کے ذکر میں بسا ہوا ہو۔ آپ سے کسی نے پوچھا کہ انسان کا

---

(۱) اے میرے بندے۔ (۲) میں حاضر ہوں۔

غافل یا بیدار دل ہونا کیسے معلوم ہوسکتا ہے؟ فرمایا جس کسی کے سامنے خدائے تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اور وہ سر سے قدم تک خوف الٰہی سے بھر جائے تو سمجھ کہ وہ بیدار دل ہے اور جو ایسا نہ ہو غافل ہے آپ نے یہ بھی فرمایا ہے:۔

صاحبو! تم ایسوں کے ساتھ ہرگز نہ رہنا کہ جب تم اللہ اللہ کہو تو وہ اِدھر اُدھر کے خرافات بکتے رہیں۔ شیخ بوعلی سینا آپ ہی کے عہد مبارک میں تھے اور سلطان محمود غزنوی بھی آپ ہی کے مبارک زمانے میں ہوئے ہیں۔ آپ نے ان کو یہ وصیت کی تھی بابا محمود! چار باتوں کا خیال ہمیشہ رکھنا۔ (۱) جیسے خدا تم پر احسان کیا ہے تم بھی اوروں پر ایسا ہی احسان کیئے جانا۔ (۲) خدا کا اور اس کے رسول کا فرمان ہمیشہ بجالانا اور ان کی منع کی ہوئی چیزوں سے بچتے رہنا۔ محمود! (۳) تم خاک سے بنے تمہاری اصل خاک ہے، خاک ہی کے اوصاف پیدا کرو۔ آگ بنو گے تو آگ ہی میں جھونک دیئے جاؤ گے۔ محمود! (۴) اپنے ہر دَم کو آخری دم سمجھنا۔ موت سے کبھی غافل نہ رہنا (شب قدر جیسی متبرک رات عوام کی نگاہوں سے مخفی رکھی گئی ہے مگر آپ نے اپنے مکاشفہ سے اس عقدۂ لاینحل کو حل فرمادیا ہے) شب قدر کی تلاش کرنے والو! یہ ضابطہ لو، اس سے تم کو شب قدر کا پتہ لگے گا وہ ضابطہ یہ ہے:

اگر ماہ رمضان کی پہلی تاریخ اس روز ہو تو	اتوار	پیر	چہار شنبہ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ
شب قدر اس تاریخ کو ہوگی [۱]	۲۹	۲۷	۲۹	۲۵	۲۷	۲۳

---

[۱] حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکاشفہ سے شب قدر کیلئے یہ چھ تاریخیں تو ثابت ہیں مگر رمضان کی پہلی تاریخ منگل کے روز ہو تو شب قدر کس تاریخ کو ہوگی اس کا علم نہیں۔ مولف۔ ۱۲

آپ کی وفات یوم عاشورہ ۴۲۵ھ میں ہوئی۔

۸۔ حضرت شیخ ابوالقاسم جُرجانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے وقت میں کوئی آپ کا نظیر نہیں تھا۔ آپ کو ایسی حالت قویہ حاصل تھی کہ آپ کے زمانے کے کل مشائخ کو آپ ہی کی طرف رجوع کرنا پڑا۔

۹۔ حضرت شیخ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ

آپ یکتائے روزگار ہیں اور امام ابوالقاسم قشیری کے شاگرد ہیں۔ فیض باطنی شیخ ابوالقاسم جرجانی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کئے ہیں۔ آخر میں خود شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی روحانی فیض پائے ہیں۔ ۴۷۰ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

۱۰۔ حضرت شیخ خواجہ یوسف ابویعقوب ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حنفی مذہب ہیں۔ آپ کو فیض باطنی حضرت غوث اعظم سیدی نحی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی اور شیخ حسن سمنانی اور شیخ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین سے حاصل ہوا ہے۔ آپ کا سنِ ولادت ۴۴۰ھ ہے اور سنِ وفات ۵۳۵ھ۔ آپ کی قبر شریف یہاں زیارت گاہ خلائق ہے۔ آپ کے چار خلیفہ تھے۔ منجملہ آپ کے تصانیف نفث الحیات اور منازل السالکین اور منازل السائرین قابل دید ہیں۔

۱۱۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں ہیں، آپ مقتداء وقت تھے اور علوم ظاہری و باطنی کے عالم تھے۔ آپ کا ننھیال روم کا شاہی خاندان ہے۔ آپ کی ولادت

سے پہلے خضر علیہ السلام نے آپ کے والد کو آپ کے ولی کامل ہونے کی خبر دی اور آپ کو ذکر قلبی کی تلقین فرمائی اس لئے کہا جاتا ہے کہ خضر علیہ السلام شیخ تلقین تھے اور خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ صحبت منجملہ آپ کے کرامات کے ایک یہ ہے کہ باوجود بُعد مسافت کے آپ پنج وقتہ نماز مکہ معظّمہ میں پڑھا کرتے تھے اور منجملہ آپ کے سودمند نصائح کے چند یہ ہیں۔

(۱) طالب کو چاہئے کہ علم دین سیکھے۔

(۲) ہر حال میں تقویٰ کو لازم کرلے۔

(۳) سنت نبویؐ اور آثار سلف کی اتباع ہمیشہ کیا کرے۔

(۴) سنت والجماعت کے طریقہ کو کبھی نہ چھوڑے۔

(۵) صوفی جاہل سے ہمیشہ بچتا رہا۔

(٦) پنج وقتہ نماز ہمیشہ جماعت سے پڑھے، امامت اور اذان کا وظیفہ نہ لیا کرے۔

(۷) شہرت میں بہت آفتیں ہیں، اس لئے طلب شہرت سے بچتا رہے۔

(۸) کسی عہدہ کو قبول نہ کرے، ہمیشہ گم نامی میں گذارے۔

(۹) محکموں میں نہ جائے، کسی کا کفیل نہ ہو۔ کسی کا وصی نہ بنے۔ بادشاہوں اور امراء اور عہدہ داروں کے ساتھ نہ رہے۔

(۱۰) خانقاہ بنا کر اس میں نہ بیٹھے۔

(۱۱) نہ سماع سُنے اور نہ سماع سے انکار کرے۔

(۱۲) کم کھائے، کم سوئے، کم بات کرے، لوگوں سے ایسا بھاگے جیسے کوئی شیر سے بھاگا کرتا ہے۔

(۱۳) خلوت و عزلت اختیار کرے۔ لڑکے، عورتیں، بدعتی، اغنیاء، متکبر، عوام لانعام ان سب کی صحبت سے بچتا رہے۔

(۱۴) حلال کھاؤ اور ان اشیاء سے جن کی حلت اور حرمت میں شبہ ہو ہمیشہ بچو۔

(۱۵) حتی الامکان نکاح مت کرو، ورنہ دنیا طلبی میں پڑ جاؤ گے۔

(۱۶) ضحک اور قہقہہ سے بچو اس سے دل مر جاتا ہے۔

(۱۷) ہر ایک پر شفقت کرو، کسی کو حقیر مت سمجھو۔

(۱۸) ظاہر آراستہ مت رکھو اس سے باطن کی خرابی کا پتہ لگتا ہے۔

(۱۹) مخلوق سے نہ جھگڑا مول لو اور نہ ان سے کچھ مطالبہ کرو۔

(۲۰) کسی کو اپنی خدمت کے لئے حکم مت کرو اور خود بزرگوں کی خدمت جان سے مال سے بدن سے کیا کرو۔ بزرگوں کے افعال کو بُرا مت کہو۔

(۲۱) دنیا اور اہل دنیا پر دھوکہ نہ کھاؤ۔

(۲۲) ہمیشہ مغموم القلب رہو۔

(۲۳) چاہئے کہ تیرا بدن بیمار، اور آنکھ روتی ہوئی، اور عمل خالص اور دُعا عجز و زاری کے ساتھ، لباس پرانا، رفیق طالب صادق، رأس مال فقر، گھر مسجد اور مونس حق سبحانہٗ تعالیٰ رہے۔

آپ نے گیارہ کلمات فرمائے ہیں جو آج تک حضرات نقشبندیہ کے زبان زد ہیں۔ اسی پر ان کا عمل درآمد بھی ہے۔

وہ کلمات یہ ہیں

(۱) وقوف قلبی: یعنی ذکر کے وقت غافل نہ رہے۔ ذکر ہی میں دل لگا رکھے۔

(۲) وقوف عددی: یعنی جب جس دم سے ذکر کرے تو طاق عدد پر سانس لیوے۔

(۳) وقوف زمانی: یعنی اپنی عمر کی ہر ہر گھڑی پر نظر رکھے، اگر عبادتِ الٰہی میں گزری ہے تو اس پر شکر کرے اور جو معصیت اور غفلت میں کٹی ہے اس سے استغفار کرے۔

(۴) ہوش در دم: یعنی ایسا انتظام کرے کہ کوئی دم غفلت سے بے یاد الٰہی نہ نکلے اس کو پاسِ انفاس بھی کہتے ہیں۔

(۵) نظر بر قدم: یعنی راستہ چلتے وقت سر جھکائے ہوئے نگاہ پشتِ پا پر رکھے۔

(۶) سفر در وطن: یعنی سالک صفات بشریہ (حرص و ہوا وغیرہ) سے صفات ملکیہ کی طرف نقل کرے اور عبادت الٰہی و تسبیح و تہلیل کو اپنی عادت کر لیوے۔

(۷) خلوت در انجمن: یعنی مجلس میں (جو تفرقہ و پریشانی کی جا ہے) بظاہر خلق کے ساتھ رہے اور باطن میں حق کے ساتھ۔

(۸) یاد کرد۔ یعنی ذکر لسانی یا ذکر قلبی سے غفلت دور کرتا رہے۔

(۹) بازگشت: یعنی ذاکر کسی قدر ذکر کرنے کے بعد نہایت عاجزی کے ساتھ دل میں کہے الٰہی مقصودِ من توئی، رضاء تو و محبت و معرفت خود بدہ۔ اسی طرح ذکر کرے اور اثناء ذکر میں یہی دعا کرتا جائے۔

(۱۰) نگہداشت یعنی کیفیت و اسرار احدیت جو معلوم ہوں اس کو چھپائے رکھے کسی پر ظاہر نہ کرے۔

(۱۱) یادداشت: یعنی دُور ہونا غفلت کا بے جہد و بلا تکلف اور مستغرق ہونا کیفیت احدیت میں اس طور سے کہ نہ خیال خودی کا رہے نہ بے خودی کا۔ یہ استغراق سوائے اولیاء کے کسی اور کو حاصل نہیں ہوتا ہے۔ آپ کی وفات ۵۷۵ھ میں ہوئی۔ غجدوان میں آپ کا مزار شریف ہے۔

۱۲۔ حضرت خواجہ عارف ریوکری رحمۃ اللہ علیہ

آپ علم و حلم اور زہد و تقویٰ اور ریاضت و عبادت اور اتباع سنت میں شانِ اعلیٰ اور رتبۂ والا رکھتے تھے۔ آپ نے طویل عمر پائی ہے۔ جب تک عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ زندہ تھے آپ ان کی خدمت میں رہے، پھر بعد وفات حضرت عبدالخالق کے ایک زمانے تک طالبین کو فیض یاب فرماتے رہے۔ آپ کی وفات ۷۱۵ھ میں ہوئی اور قبر شریف قریہ ریوکر میں ہے جو مضافات سے بخارا کے ہے۔

۱۳۔ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ذکر جہری کیا کرتے اور اس سے بہت رغبت رکھتے تھے۔ کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اے اللہ میرے مقصود آپ ہی ہیں اپنی رضا مندی اور اپنی محبت و مغفرت عطا کیجئے اور خفتہ دل جاگ جائیں، غافل چونک پڑیں۔ پھر ارشاد ہوا کہ ذکر جہری بھی اس شخص کے لئے مناسب ہے جس کی زبان کذب اور غیبت سے اور پیٹ حرام اور مشتبہ مال سے طاہر ہو، قلب ریا و (دکھاوا) و سمعہ (منادا) سے صاف ہو، سرِ غیر حق کی طرف متوجہ ہونے سے پاک ہو۔ آپ کا سن وفات ۷۱۷ھ ہے۔

۱۴۔ حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو خضر علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اس زمانہ میں شیخ کامل خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جب سے آپ نے یہ سُنا پھر کبھی انجیر فغنوی قدس سرہٗ کی خدمت اور حاضر باشی کو نہ چھوڑا۔ آپ سے عجیب عجیب کرامات ظاہر ہوئے، رکن الدین علاؤالدولہ سمنانی قدس سرہٗ آپ کے ہمعصر ہیں۔ آپ بھی ذکر جہری کیا کرتے تھے مگر مبتدی کے لئے ذکر جہری اور منتہی کے واسطے ذکر خفی مناسب خیال فرماتے تھے، کسی نے آپ سے پوچھا ایمان کیا چیز ہے فرمایا کندن و پیوستن یعنی از دنیا کندن و بحق پیوستن، دنیا سے ٹوٹ پھوٹ کر خدا کے ہوجانا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ

صاحبو! کہتے وقت اور کھاتے وقت نفس کو قابو میں رکھو، اکثر وہ اسی وقت ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ ایک وقت فرمایا حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ کے وقت عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ کی کوئی معنوی اولاد ہوتی تو ان کو سولی پانے سے بچالیتی۔ ایک روز فرمایا ازل سے عالم شریعت کی ابتداء ہے اس میں قیل و قال ہوسکتا ہے اس لئے اَلَستَ بِرَبِّکُم [۱] کا [۲] قَالُوْا بَلٰی سے جواب دیا۔ ابد سے عالم حقیقت کا آغاز ہے۔ اس میں قیل وقال نہیں۔ اس لئے [۳] لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ کا جواب کسی نے نہ دیا۔ انتقال کے بعد بھی اپنی فیض رسانی کی طرف سے اس شعر سے آپ نے اشارہ فرمایا ہے۔

---

[۱] کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ [۲] سبھوں نے کہا بے شک آپ ہمارے رب ہیں۔

[۳] آج کس کی حکومت ہے۔

شعر

خواہی مدد از روح عزیزاں یابی   پا از سر خود ساز و بیا رامیتن [۱]

ترجمہ: اگر تو میری وفات کے بعد میرے سے مدد لینا چاہے تو سر سے چلتے ہوئے رامیتن کو آ جو میرا مدفن ہو گا میں تیری مدد کروں گا۔

[۱] رامیتن حضرت کا شہرِ مدفن ہے۔

وفات کے وقت آپ کی عمر شریف (۱۳۰) سال کی تھی، آپ کی تاریخ وفات یہ ہے۔

ابیات

ہفت صد و پانزدہ زہجرت بود   بست وہشتم زما و ذی القعدہ
کاں جنید زمان و شبلی وقت   زیں سرارفت در پس پردہ

ترجمہ: سنہ وفات سات سو پندرہ ہجری تھا اور ذیقعدہ کی ۲۸/ تاریخ تھی کہ حضرت عزیزاں جو اپنے زمانہ کے شبلی وجنید تھے اس دنیا فانی سے پردہ کیئے۔

بعضوں نے کہا ہے کہ آپ کا سنِ وفات ۷۲۱ھ ہے اور آپ کی قبر شریف خوارزم میں زیارت گاہِ خلائق ہے۔

۱۵۔ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے کہ آپ اُن کے مقتدائے وقت ہونے کی خوشخبری سنا کر اپنے سربرآوردہ خلیفۂ اول خواجہ امیر کلال قدس سرہٗ کو ان کی تربیت وتلقین کیلئے سخت تاکید فرمائے تھے۔

اکثر آپ فرمایا کرتے تھے۔

صاحبو! اِدھر اُدھر کے لایعنی خطرات سے ہمیشہ دل کو بچائے رکھو، اسی سے دل کا ستیاناس ہوتا ہے۔ ۷۵۵ھ آپ کا سنِ وفات اور قبر شریف قریہ سمّاس میں ہے۔

۱۶۔ حضرت خواجہ سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ

اُس وقت جب کہ آپ شکم مادر میں تھے، اگر آپ کی والدہ صاحبہ لقمۂ شبہ کا کھاتیں تو درد شکم کی سخت تکلیف اُٹھاتیں، اس لئے کئی بار اس کا تجربہ ہونے سے بہت احتیاط کر کے لقمۂ حلال کھاتی رہیں، حضرت بابا قدس سرہٗ کی توجہ عالی سے آپ اس درجہ پر پہنچے کہ آپ کے ایک سو چودہ خلفاء صاحب ارشاد ہوئے۔ آپ کی وفات روز پنجشنبہ بوقت نماز صبح آٹھویں جمادی الاول ۷۷۲ھ میں ہوئی، آپ کی قبر شریف قریہ سوقار میں ہے۔

۱۷۔ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت شریف ماہ محرم ۷۱۸ھ میں ہوئی، بچپن ہی سے آپ کی کرامات ظاہر ہونے لگے۔ آپ امام طریقت اور پیر حقیقت مقتدائے شریعت اور پیشوائے اہل سنت والجماعت ہیں۔ آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بن سید محمد بخاری بن سید جلال الدین بن سید برہان الدین بن سید عبداللہ بن سید زین العابدین بن سید قاسم بن سید شعبان بن سید برہان الدین بن سید محمود بن سید بلاق بن سید تقی صوفی خلوتی بن سید فخر الدین بن سید علی اکبر بن امام حسن عسکری بن امام علی نقی بن امام محمد تقی بن موسیٰ رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق

رضی اللہ عنہم اجمعین اَفَاضَ اللّٰہُ عَلَیْنَا مِنْ بَرَکَاتِہِمْ آپ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب رکھتے تھے، اکثر مشائخ اس طریقہ عالیہ کے حنفی مذہب ہوئے ہیں، آپ کو روحانی فیض خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہ سے حاصل ہوا ہے۔ گو تعلیمِ طریقہ امیر کلال قدس سرہٗ سے ہے اور حقیقت میں اویسی روحانیت عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ سے آپ نے حاصل کی ہے، خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہٗ سے خواجہ امیر کلال قدس سرہٗ تک جو حضرات اس طریقۂ عالیہ کے رہبر ہوئے ہیں، وہ سب ذکر جہری و خفی دونوں کیا کرتے تھے۔ جب خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ کا دور مبارک آیا تو عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ کی روح مبارک سے ارشاد ہوا بابا بہاؤالدین تم ذکر جہری چھوڑ دو، ہمیشہ ذکر خفی کیا کرو، جب سے آپ نے اپنے طریقہ عالیہ کو ذکر خفی لازم فرمادیا۔

کسی نے حضرت شاہ نقشبند قدس سرہٗ سے پوچھا کہ آپ کے طریقۂ عالیہ میں ذکر جہری ہے اور نہ خلوت تو پھر آپ کے طریقہ کی بنا کس چیز پر ہے؟ فرمایا!

ظاہر باخلق، باطن باحق دست بکار دل بیار[1] پر ہمارے طریقہ کی بنا قائم ہے۔ پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔

از دروں شو آشنا وا زبروں بیگانہ وش
کاچنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

ترجمہ: باطن میں آشنا بنا ہوا رہ اور ظاہر میں بیگانوں کی طرح، کہ یہ بہترین طریقہ دنیا میں بہت کم ہوتا ہے۔

---

[1] ظاہر خلق کے ساتھ رہنے اور باطن بھی حق کے ساتھ۔ ہاتھ تو کاروبار کرتے رہیں اور دل اللہ کی طرف متوجہ رہے۔

ایک مرتبہ آپ نے دیکھا کہ ایک گرگٹ آفتاب کے جمال جہاں آرا میں مستغرق ہے۔ اس کے روبرو آپ باادب ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا اے اپنے محبوب آفتاب کے جمال میں محو و مستغرق ہونے والے گرگٹ! خدا کے لئے میرے حق میں دُعا کر کہ جو شہود اور استغراق تجھ کو تیرے محبوب آفتاب کے ساتھ حاصل ہے ویسا شہود اور استغراق میرا محبوبِ حقیقی خدا مجھ کو اپنے ساتھ دے، ابھی آپ یہ نہیں کہنے پائے تھے کہ گرگٹ آپ کی طرف متوجہ ہو کر آسمان کی طرف منہ کیا ہوا بہت دیر تک ایسا ٹھیرا رہا گویا دُعا کر رہا ہے جب تک وہ دُعا میں تھا آپ آمین کہتے جاتے تھے جب سے آپ کا مشاہدہ اور بھی قوی ہو گیا۔ اللہ اللہ! کیا بے نفسی تھی۔ سچ ہے عارف مثل مستسقی[1] کے ہوتے ہیں سب کچھ مل جاتا ہے پھر پیاسے کے پیاسے ہی رہتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کی پوری پوری اتباع کر کے رات دن رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا[2] کا ہی ورد رکھتے ہیں، آپ کی وفات شب دوشنبہ ۳؍ ربیع الاول ۷۹۱ھ میں ہوئی۔ آپ کی قبر شریف قریہ قصر عارفان میں ہے جو بخارا سے بہت ہی قریب ہے۔

۱۸۔ حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

آپ سے حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ کی صاحبزادی منسوب تھیں۔ آپ حضرت خواجہ صاحب کے بیحد منظور نظر تھے اور علم و فضل میں یکتائے روزگار۔ آپ کی رعونتِ مولویت توڑنے کیلئے آپ سے حضرت خواجہ صاحب نے چند

---

[1] مستسقی ایسا بیمار جو پیاس کی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے وہ ہزار پانی پیئے پھر بھی اس کو تسکین نہیں ہوتی۔

[2] اے رب مجھ کو اور بھی علم زیادہ کر۔

روز تک بازاروں میں سیب بکوائے ہیں، آپ کو حضرت خواجہ صاحب اپنے نزدیک بٹھاتے اور ہر وقت آپ کے قلب پر نظر رکھتے تھے۔ لوگوں نے اس کا سبب پوچھا، حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا نفس کا بھیڑیا ہر وقت انسان کی تاک میں لگا رہتا ہے اس سے میں علاؤالدین کی ہمیشہ حفاظت کیا کرتا ہوں۔

آپ کو دفع خطرات کے لئے حضرت خواجہ صاحب سے اس طرح تلقین ہوئی تھی کہ ہجوم خطرات کے وقت مرشد کا خیال جمائے، اگر اس پر بھی دفع خطرات نہ ہوں تو تین وقت بہت قوت سے دم کھینچے اور یوں سمجھے کہ دماغ سے خطرات نکال کے باہر پھینک رہا ہوں، پھر تین مرتبہ یہ دُعا دل لگا کر پڑھے:

اَسْتَغْفِرُ اللهَ مِنْ جَمِیْعِ مَا کَرِّہَ اللهُ قَوْلًا وَّفِعْلًا وَّخَاطِرًا وَّسَامِعًا وَنَاظِرًا لَّاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللهِ [1] پھر یا فَعَّالُ کو بار بار کہتا جائے۔ حضرت علاؤالدین قدس سرہٗ کے خلیفہ خواجہ عبداللہ امامی فرماتے ہیں اگر اس سے بھی خطرات دفع نہ ہوں تو کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللهُ کا ذکر قلبی کرے اور ذکر کے وقت لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللهُ کا تصور جمائے رکھے چونکہ موجود میں خطرات بھی ہیں وہ بھی لا کے تحت میں آکر منتفی ہوجائیں گے۔ اگر اس سے بھی نفی خطرات کی نہ ہو تو کلمہ کا ذکر جہر سے کرے اور حضرت خواجہ عبداللہ قدس سرہٗ یہ بھی فرماتے ہیں کہ جتنا سکوت زیادہ ہوگا اتنی نسبت قوی ہوتی

---

[1] میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتا ہوں ان تمام چیزوں سے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں خواہ کہنے کی چیزیں خواہ کرنے کی۔ وساوس ہوں یا سننے کی چیزیں ہوں یا دیکھنے کی نیکی کرنے کی قوت اور برائیوں سے بچنے کی طاقت اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی سے حاصل نہیں ہوسکتی۔

جائے گی اور سالک کبھی کسی پر غصہ نہ کرے اگر غیظ وغضب کا کسی وقت اتفاق ہو جائے تو سرد پانی سے غسل کرے، اگر مضر ہو تو خیر گرم پانی ہی سے نہالے، اس لئے کہ سرد پانی سے صفائی قلب کی پیدا ہوتی ہے۔ پھر لطیف لباس پہن کر خالی مکان میں دو رکعت نماز پڑھے خدائے تعالیٰ کی طرف نہایت خلوص سے متوجہ ہو کر دفع خطرات کے لئے بتائے ہوئے طریقہ کو یہاں بھی شروع سے کیا کرے۔ حضرت علاؤالدین کو خواجہ بہاؤالدین قدس سرہٗ سے یہ بھی ارشاد ہوا تھا کہ جب تم کسی اہم کام کو شروع کرنا چاہو تو یہ دُعا پڑھ لیا کرو۔[1] اَللّٰھُمَّ کُنْ وِجھَتی فِیْ کُلِّ وِجْھَۃٍ وَمَقْصِدِیْ فِیْ کُلِّ مَقْصَدٍ وَغَایَتِیْ فِیْ کُلِّ سَعْیٍ وَّمَلْجَئِیْ وَمَلَاذِیْ فِیْ کُلِّ شِدَّۃٍ وَّھَمٍّ وَوَکِیْلِی فِیْ کُلِّ اَمْرٍ وَتَوَلَّنِیْ تَوَلِّیَّ مُحَبَّۃٍ وَّعِنَایَۃٍ فِیْ کُلِّ حَالٍ۔ منجملہ آپ کے بے بہا نصائح کے یہ ہیں:

(۱) صاحبو! تفویض وتسلیم کے حاصل کرنے میں خوب کوشش کرو یہی افضل حال ہے۔

(۲) انسان کو چاہئے کہ باطن میں معتصم باللہ اور ظاہر میں معتصم بحبل اللہ رہے یعنی قرآن شریف کو ہمیشہ اپنا دستور العمل بنائے رکھے اور باطن سے رات دن خدا ہی کی طرف لو لگی رہے۔

---

[1] اے اللہ ہر امر میں میری توجہ آپ ہی کی طرف ہے آپ کے سوا میرا کوئی مقصد نہ ہو میرے ہر کام میں جس کے لئے کوشش کروں اس میں میری نظر آپ ہی پر رہے۔ ہر سختی اور افکارات میں میرے پشت وپناہ آپ ہی رہیں۔ ہر کام میرے کارساز آپ ہی ہیں اور مجھ پر ہمیشہ آپ کی محبت رہے۔ ہر حال میں مجھ پر آپ کی عنایت ہوتی ہے۔

(۳) اولیاء اللہ کے پُرانوار مزاروں کی زیارت کرنے والو! تم کو چاہئے کہ زیارت کے وقت خدائے تعالیٰ کی طرف متوجہ رہو اور اس صاحب قبر ولی کی روح
اس توجہ الی اللہ کے کمال کا وسیلہ بناؤ۔

(۴) یوں تو نفی اور اثبات سے بھی جذبہ حاصل ہوتا ہے مگر مراقبہ سے جیسے جلد جذبہ کی حالت طاری ہوتی ہے ایسا نفی و اثبات سے نہیں ہوتی۔

(۵) سکوت کے فوائد سب ہی جانتے ہیں گو اس پر عمل نہ کرسکیں، مگر سکوت کر کے طریقہ سے اکثر ناواقف ہیں۔

صاحبو ! جب سکوت کرو تو قلب کو بے کار نہ رہنے دو، خطرات و وساوس کی روک تھام میں اس کو لگا رکھو۔ یا اگر قلبی ذکر جاری ہو گیا ہے تو قلب ذکر کیا کرے گا چپکے بیٹھے اس کو سنا کرو، یا قلب جو طرح طرح کے رنگ بدل کر ؎

گہے بر طارم اعلیٰ تشینم گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

ترجمہ: کبھی تو بلند پہاڑی پر رہتا ہوں اور کبھی اپنے پاؤں کی پیٹھ کی بھی خبر نہیں ہوتی۔

کا مصداق بنا کرتا ہے۔ تم اس کی اس رنگا رنگی کا تماشہ دیکھا کرو۔

(۶) اس زمانے میں تجارت کے بعد اگر کسب حلال کا کوئی ذریعہ ہے
زراعت ہے۔

(۷) اللہ والوں کی صحبت سے عقل معاد بڑھتی ہے، پھر تو دنیا داروں کی عقل معا کی طرح یہ عقل معاد بھی اُخروی اُمور میں موشگافیاں کیا کرتی ہے۔

۸۔ جب مرشد کامل کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تو ان کی صحبت میں ایک دو دن کو ضرور جایا کرے۔ اور نہایت ادب سے پیش آئے، اگر کچھ بعد مسافت ہو گیا ہو تو مہینے دو مہینے میں ضرور اپنی حالت اُن کی خدمت میں لکھ بھیجا کرے اور باطن سے ہمیشہ ان کی طرف مشغول رہے، آپ نے اپنے مرض موت میں فرمایا صاحبو! وہ عالم جہاں مر کر جانا ہے اس عالم سے بہت ہی افضل و بہتر ہے۔ افسوس ہمارے بعد ہمارے بعض احباب آئیں گے جب وہ ہم کو نہ پائیں گے تو شکستہ خاطر واپس جائیں گے۔

لوگو! رسومات اور عوام کے عادات کو ترک کرو، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم انھیں رسومات و عادات کو چھڑانے کے لئے تشریف لائے ہیں، عزیمت پر عمل کرو کوئی سنت تم سے ہرگز نہ چھوٹنے پائے۔ ان وصایا پر پورا پورا عمل کرو۔ اگر ایسا نہ کروگے تو خواب ہو جاؤ گے۔ پھر کلمۂ توحید بلند آواز سے بار بار کہنا شروع فرمایا۔ آپ نے اپنے اس آخری وقت میں حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ کو علانیہ دیکھا خود کچھ عرض کی اور خواجہ صاحب سے بھی کچھ ارشادات سنے۔ آپ کی وفات عشاء کے بعد شب چہارشنبہ ۴؍ رجب ۸۰۲ھ میں ہوئی۔ آپ کی قبر شریف قریہ نومنؔ میں ہے جو مضافات سے حصار کے ہے۔

ایک بڑے درجے والے بزرگ اہل دل نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ پیشگاہ عالی سے سرکار دو عالم رسول خدا

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہم کو اجازت ملی ہے کہ ہماری قبر کے گرد دسو فرسنگ[1] تک جو دفن ہوا اس کی ہم شفاعت کیا کریں اور بابا علاؤالدین عطار اپنی قبر کے اطراف چالیس فرسنگ تک مردوں کی شفاعت کیا کریں گے۔ باقی جو ہمارے اور محبّ وتبع ہیں وہ بھی اپنی اپنی قبروں کے اطراف و جوانب میں ایک ایک فرسنگ تک مُردوں کی شفاعت کے لئے مامور ہوئے ہیں۔

۱۹۔ حضرت مولانا خواجہ یعقوب چرقی رحمۃ اللہ علیہ

آپ علوم ظاہری و باطنی کے عالم تبحر تھے اور حضرت بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ سے اخذ طریقہ کر کے ایک زمانہ تک خواجہ صاحب کی خدمت میں سلوک طے کرتے رہے۔ خواجہ صاحب نے اپنے انتقال کے وقت فرمایا، بابا یعقوب! تم علاؤالدین کی خدمت میں رہ کر اپنے سلوک کی تکمیل کرلو۔ حسب الارشاد خواجہ صاحب کے آپ حضرت علاؤالدین قدس سرہٗ کی صحبت میں رہ کر خلافت سے سرفراز ہوئے۔ ۸۵۱ھ آپ کا سنِ وفات ہے آپ کی قبر شریف قریۂ ہلفتو میں ہے جو مضافات سے ملک حصار کے ہے۔

۲۰۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنی والدہ کے شکم مبارک میں آنے کے چار ماہ قبل آپ کے والد ماجد پر حالت جذبہ کی طاری تھی۔ جب آپ سے قرار حمل ہوا وہ حالت کم ہوگئی۔ آپ کے دادا آپ کے تولد ہونے کے پہلے ہی آپ کی ولایت کی کُل خبریں مجملاً دے چکے تھے۔ آپ کو

---

[1] فرسنگ تین میل۔

لڑکپن ہی سے خدائے تعالیٰ کے ساتھ حضور و معیت کی نسبت حاصل تھی، آپ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بلوغ تک یہی سمجھا ہوا تھا کہ ہر شخص کو یہ نسبت حضوری ہمیشہ حاصل رہتی ہے۔ بالغ ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ جو تقدیر کا دھنی ہے اسی کو یہ نسبت حضور و معیت کی حاصل ہوتی ہے، ہر کس و ناکس اس سے محروم ہے۔ آپ کی یہ مبارک عادت تھی کہ کسی کا ہدیہ قبول نہیں فرماتے تھے گو وہ کیسا ہی مخلص ہو، ایک بار آپ نے فرمایا کہ کشف قبور سے ہوتا یہ ہے کہ صاحب قبر کی روح اس صورت سے متشکل ہو کر جو اس کی صورت مثالیہ سے مناسب ہے نظر آتی ہے اور شیطان کو بھی قوت تشکل حاصل ہے کیا معلوم کہ یہ شیطان ہے یا صاحب قبر۔ اس لئے اکابر نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک کشف قبر کا اعتبار نہیں بلکہ ان کا طریقہ یہ ہے کہ جس قبر کا حال معلوم کرنا چاہتے ہیں تو وہ اس قبر کے پاس مراقب بیٹھ کر اپنی کُل نسبتوں اور کیفیتوں سے خالی ہو کر ظہور نسبت کے منتظر رہتے ہیں اس نئی نسبت سے اس قبر والے کے حال کو جان لیتے ہیں زندہ اجنبی کے حال کو معلوم کرنے کا بھی آپ کے پاس یہی طریقہ ہے منجملہ آپ کے انمول نصائح کے چند یہ ہیں:

(۱) خدائے تعالیٰ کی عطا دو قسم کی ہوتی ہے۔ (۱) عوام سے اس طرح کہ باوجود قصور کے بھی نعمت دی جاتی ہے اور (۲) خواص سے یوں کر باوجود بے ادبی کے بھی ان کا حال باقی رکھا جاتا ہے۔

(۲) صاحبو! جہاں تک ہو سکے نکاح ہرگز نہ کرو، اگر کسی کو اس کا نفس مجبور کر کے نکاح کے لئے بار بار اُبھارتا جاتا ہے تو اس کو چاہیئے کے استغفار کی کثرت کرے۔ اگر

اس سے وہ خیال نہ جائے تو ایسی جگہ رہے جہاں عورت کی صورت نظر نہ آئے نہ اس کی آواز سنائی دے، اگر باوجود اس کے بھی وہی خیال باقی رہے تو ہمیشہ روزہ رکھے اور غذا کم کھائے اور قوت شہوانیہ کم ہونے کے جو جو تدابیر ممکن ہیں وہ سب کرتا جائے۔ اگر اس سے بھی وہ خیال نہ نکلے تو قبرستانوں میں جا کر نفس سے کہے، اے نفس! دیکھ یہ انھیں کی خاک کا ڈھیر ہے جو گل اندام مہوش زہرہ جبیں چاند سی صورت والی عورتوں سے لطفِ صحبت اُٹھاتے تھے، ہائے اب وہ ہیں اور نہ ان کے اعمال۔ قبر کے کونے میں تنہا پڑے ہوئے ہیں، ان کے پاس نہ وہ حُسن و جمال والی عورتیں ہی ہیں، نہ وہ لطفِ صحبت ہی باقی ہے، اگر بجائے نکاح کر کے طرح طرح کی پریشانی اُٹھانے کے کسی بزرگ سے فیض پاتے تو آج اس کا لطف اُٹھاتے، اور ان قبرستانوں میں جو اولیائے کرام کے پُرانوار مزاریں ہیں ان کے متبرک ارواحوں سے بھی نکاح کا خیال دل سے نکل جانے کے لئے مدد لی جائے، اگر پھر بھی وہی خیال رہے تو تم اپنے زمانہ کے زندہ کامل اولیاء عظام سے استعانت لو، وہ تم سے تمہارے نفس کا دباؤ جو تم پر نکاح کرنے کے لئے ہو رہا ہے اس کو اُٹھا کر تم کو ہلکا پھلکا کر دیں گے۔

(۳) طالب کو چاہئے کہ عمل اور ذکر الٰہی سے کام رکھے۔ حضور اور جمعیت کا خیال اس کے مد نظر نہ رہے، اس لئے کہ حضور اور جمعیت خدا کی دین ہے اور نادر الوجود۔ بندہ کے اختیار سے باہر ہے بخلاف عمل اور ذکر الٰہی کے کہ یہ کَسْبِیْ ہے اور بندہ کے اختیار میں ہے، اور یہی عمل اور ذکرِ الٰہی پر مواظبت کرنا حضور اور جمعیت

کا باعث ہے۔ ایک نہ ایک دن یہی عمل اور ذکر الٰہی حضور اور جمعیت حاصل کرا کر رہیں گے۔

(۴) جن میں یہ تین علامتیں پاؤ تو ان کو اولیاء کرام سے سمجھو۔ (۱) ان کی صورت دیکھتے ہی غایت محبت سے بے اختیار دل ان کی طرف جھکا پڑتا ہے۔ (۲) جب وہ باتیں کرتے ہیں تو ان کی باتوں میں کچھ ایسا مزہ آتا ہے کہ دل ہر طرف سے غافل ہو کر یہ چاہتا ہے کہ گھنٹوں بیٹھے انھیں کی باتیں سنا کرے۔ (۳) ان سے کوئی فعل باطل اور لغو سرزد ہونے نہیں پاتا۔

(۵) قرآن، حدیث، فقہ۔ ان تینوں کا خلاصہ اور نچوڑ تصوف ہے اور تصوف کا نچوڑ وحدت الوجود کا مسئلہ ہے اور وحدت الوجود باتیں بنانے سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ دل کے آئینہ کو (ا) نقوشِ کونیہ سے صاف کریں اور تَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا کا مصداق بن کر سب سے ٹوٹ پھوٹ کر خدائے تعالیٰ کی طرف ہی جھک پڑیں اور اُسی کے ہو رہیں، جب کہیں جا کر دل سدھرتا سنبھلتا اور ایسا چمکتا ہے کہ خود بخود وحدت الوجود کا مسئلہ اس میں عیاں ہو جاتا ہے۔

(۶) کھانا پکانے والا پکاتے وقت یادِ الٰہی سے غافل نہ رہے، کسی پر غیظ و غضب نہ کرتا ہو، فحش باتیں نہ بکتا ہو، فضول بکواس نہ کیا کرے، حضور قلب کے ساتھ باطہارت کھانا پکایا کرے تو وہ کھانا نور بنا ہوا پیٹ میں جاتا اور دل کو منور کر دیتا ہے اور جس کھانے کے پکاتے وقت ان باتوں کا لحاظ نہ کیا جائے تو وہ کھانا دل میں ظلمت اور کدورت پیدا کرتا ہے۔

(۷) کسی کام اور مکمل سے کوئی عمل سیکھ کر اس پر مواظبت اور مداومت کرنا درجات عالیہ پر پہنچاتا ہے۔

(۸) ریاضت سے اخلاق رویہ کو دور کرنا نہایت کٹھن کام ہے باطنی اعمال کا التزا کرلو، اور منتظر رہو، خود اسی سے یکایک ایسی حالت پیدا ہوگی کہ وہ کُل اخلا رویّہ کو زائل کردے گی۔

(۹) خواطر رویّہ اور مقتضیات طبعیہ سے نجات پانے کے لئے (۱) اس طریقہ عالیہ کے مشائخوں نے جو اعمالِ خیر پسند کئے ہیں ان کا التزام کرو۔ یا (۲) اپنے وجو کو بالکل عاجز اور بے بس خیال کر کے نہایت عجز وافتخار اور دوام تضرع وانکسار سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر خلاصی چاہو۔ (۳) یا شیخ کے باطن اور ان کی ہمت سے استمداد کیا کرو، یہ آخری طریقہ سب طریقوں سے افضل ہے۔

(۱) خیالات دنیوی

(۱۰) ذکر بمنزلہ کلہاڑی کے ہے خواطر اور وساوس کے کانٹوں کو دل کے اطرف سے کانٹ چھانٹ ڈالتا ہے۔

(۱۱) ظاہری احکام کی پابندی کرنا شریعت ہے۔ باطن میں اطمینان وجمعیت بہ تکلف پیدا کرنا طریقت ہے، اس تکلف سے آئے ہوئے اطمینان وجمعیت کا ملکہ ہو کر باطن میں راسخ ہو جانا حقیقت ہے۔

(۱۲) اس اُمت مرحومہ سے مسخ صورت اُٹھا دیا گیا ہے، ہاں مسخ باطن ابھی باقی ہے کیسا ہی کبیرہ گناہ ہو اُس پر ندامت نہ ہونا اور کبھی اپنے نفس کو ملامت نہ کرنا اور اگر کسی

نے متنبہ کیا تو اس سے متاثر نہ ہونا یہ علامت مسخ باطن کی ہے۔

۱۳۔ نکاح ایک بیڑی ہے جو طالب کے پاؤں میں پڑ جاتی ہے ہمیشہ اس سے بچتے رہو، وہ باطنی سیر سے روکے رہتی ہے۔

کہ خدائی کہ مایۂ ہوس است   کدر رہا کن ترا خدائے بس است

ترجمہ: نکاح کرنا طرح طرح کے ہوسیں پیدا کرتا ہے کہ یعنی نکاح کا خیال چھوڑ دے تو پھر خدا تجھے بس ہے۔

۱۴۔ حقیقت عبادت کی خشوع اور خضوع اور انکسار اور تضرع ہے اس کا حاصل ہونا موقوف ہے اس بات پر کہ دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت جم جائے اور عظمت الٰہی بغیر اس کی محبت کے حاصل نہیں ہوتی، اور محبت الٰہی بجز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے غیر ممکن ہے اور متابعت آنحضرت ﷺ کی علم دین پر موقوف ہے، اس لئے ان علماء کی اتباع کرو جو علوم دین کے وارث ہیں اور ان علماء کی صحبت سے بچتے رہو، جو علم کو معاش دنیوی اور حصول جاہ وحشم کا وسیلہ بنائے ہوئے ہیں، اور اُن صوفیوں کی صحبت سے بھی دُور رہو جو رقص وسماع کی طرف مائل ہیں، اس کے سوا ان کو حرام وحلال سے کچھ بحث نہیں جو سامنے آجائے کھالیتے ہیں۔

آپ کی وفات شریف شب شنبہ سلخ ربیع الاول ۸۹۳ھ بقولے ۸۹۵ھ میں ہوئی۔ آپ کی قبر شریف شہر سمرقند محلّہ خواہِ کفشیر میں زیارت گاہ خلایق ہے۔

۲۱۔ حضرت خواجہ محمد شرف الدین زاہد رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء سے ہیں۔ کمالات ظاہری اور باطنی سے متصف تھے۔ فقر و تجرید، ورع و تقویٰ، زہد و اتباع سنت میں پائے عالی رکھتے تھے۔ کئی سال تک رات رات بھر بیدار رہے، غرض آپ اسم با مسمّیٰ تھے، حقِ زہد دریافت خوب ادا فرمائے، چونکہ پہلے ہی سے رنگے ہوئے تھے اس لئے حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہٗ کی ایک ہی صحبت میں آپ کی تکمیل ہوگئی اور خرقہ اجازت سے سرفراز ہوکر وطن واپس ہوئے۔ آپ کی وفات ۹۳۶ھ میں ہوئی اور قبر شریف قریۂ وخشوار میں زیارت گاہِ خلاق ہے، جو مضافات ے حصاؔر کے ہے۔

۲۲۔ حضرت خواجہ محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ

گو آپ کا ابتدائی سلوک حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں طے ہوا ہے مگر آپ نے تکمیل اور خلافت حضرت خواجہ زاہد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی ہے۔ آپ جامع علوم ظاہری و باطنی اور واقف رموز صوری و معنوی تھے، جذب و استغراق، شوق و ذوق، سخا و عطا میں شہرۂ آفاق، مریدوں کی تربیت وارشاد میں ایک آیت تھے، آیات الٰہی سے جو آپ کی طرز تلقین دیکھتا دنگ رہ جاتا۔ جب آپ مریدوں کو سلوک طے کراتے تو خدا کی قدرت نظر آتی تھی۔ ۹۷۰ھ آپ کا سنہ وفات ہے۔ آپ کی قبر شریف قریۂ امکنہ میں ہے جو مضافات سے ولایت کش کے ہے۔

۲۳۔ حضرت خواجہ مولانا خواجگی محمد املنگی رحمۃ اللہ علیہ

گو آپ نے خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور صحبت بھی اُٹھائی ہے لیکن تکمیل اور خلافت اپنے والد ماجد خواجہ محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی ہے۔ جیسے آپ کامل مکمل صوفی تھے ویسے ہی علم ظاہری کے بھی بہت بڑے عالم تھے، جیسے آپ زاہد و عابد صاحبِ ذکر و شغل تھے ویسے ہی صاحب کرامت و خوارق بھی تھے۔ آپ ہمیشہ اپنے کو مخلوق کی نظروں سے مخفی رکھتے تھے۔ بغیر استخارہ کروائے کے کسی کو مرید نہیں کرتے تھے۔ آپ نے اپنے خلیفۂ خاص خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک فرمان لکھا ہے جس کے آخر میں یہ ابیات ہیں۔

زماں تا زماں مرگ یاد آیدم ندانم کنوں تا چہ پیش آیدم
جدائی مبادا مرا از خدا دگر ہرچہ پیش آیدم شایدم

ترجمہ: مجھ کو گھڑی گھڑی موت یاد آرہی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ آئندہ مجھے کیا پیش آنے والا ہے خدا سے مجھ کو جدائی نہ ہو اس کے سواء جو کچھ بھی مجھے پیش آئے اس کی مجھے پرواہ نہیں۔

آپ کی وفات ۱۰۱۰ھ میں ہوئی ہے اور قبر شریف قریۂ امکنہ میں زیارت گاہ خلق ہے۔

۲۴۔ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد ماجد قاضی عبدالسلام ہیں۔ ۹۷۲ھ تھا کہ آپ شہر کامل میں پیدا ہوئے، لڑکپن ہی سے آپ کے چہرہ سے آثار جذبۂ الٰہی کے عیاں تھے۔ حضرت محمد

صادق حلوائی رحمۃ اللہ علیہ سے علوم ظاہری کی تحصیل کی ہے، پھر طریق تصوف میں داخل ہونے کا داعیہ پیدا ہوا تو اپنے شیخ خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعتِ توبہ کی، جب آپ کو استقامت علی الطریقت حاصل نہ ہوئی تو دوبارہ شیخ افتخار رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی، جب یہاں بھی تشفی نہ ہوئی تو حضرت شیخ امیر عبید اللہ بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی یہاں بھی سیری نہ ہوئی، کسی کامل کی تلاش میں تھے کہ خواب میں اپنے آپ کو حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہوئے دیکھا، اس روز سے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے کسی بزرگ سے فیض حاصل کرنے کی فکر ہوئی، اس لئے شہر کشمیر میں پہنچ کر شیخ بابا ولی کُبروی نقشبندی کی خدمت میں رہے، یہاں خوب اصلاح ہورہی تھی غیبوبیت کا بھی ظہور ہورہا تھا کہ ایسے میں شیخ مذکور کا انتقال ہوگیا۔ آپ نہایت مغموم اور متفکر تھے کہ حضرت مولانا خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی نصیب ہوئی۔ آپ کو مولانا خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ خلوت میں لے جا کر تین دن پے در پے توجہ دیتے رہے۔ خدا کی شان یہاں آپ کی تکمیل ہوگئی۔ ایک دن حضرت خواجگی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بابا باقی باللہ تم اب بلاد ہند میں جاؤ وہاں تم سے اس طریقہ عالیہ نقشبندی کی رونق ظاہر ہوگی، آپ کی مزاج میں چونکہ انکساری بہت تھی اس لئے اس خدمت کے اختیار کرنے سے معذرت ظاہر کی تو حضرت خواجگی رحمۃ اللہ علیہ نے استخارہ کے لئے ارشاد فرمایا۔ استخارہ کرنے سے عالم رؤیا میں معلوم ہوا، اس کی تعبیر یہ دی گئی کہ ہند میں ایک کامل الاستعداد (مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) تمہاری صحبت میں رہیں گے۔ تمہارے کمالات ان کے ذریعہ سے ظاہر ہوں گے، تم کو ان سے

اوران کوتم سے ایک حلاوت ملے گی۔ آپ نے حسب الارشاد اپنے مرشد کے بلادِ ہند کا ارادہ فرمایا۔ پہلے شہر لاہور میں رونق افروز رہے، وہاں بہت لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے، وہاں سے شہر دہلی میں تشریف لے آئے، چونکہ دہلی میں قلعہ فیروزیہ ایسا خوشنما مقام ہے جس میں ایک بڑی نہر اپنی روانی سے دلوں کو فرحت دے رہی ہے اور وہاں ایک بہت بڑی مسجد بھی واقع ہے، اللہ والوں کو ایسے ہی مقام کی طلب رہتی ہے اس لئے آپ کو بھی یہی مقام پسند آیا۔ وفات تک آپ یہیں تشریف فرما رہے باوجود آپ ذوق و شوق وجد و حال میں یگانہ روزگار تھے اور معرفت و حقیقت میں پایۂ عالی رکھتے تھے، پھر بھی آپ کے مزاج شریف میں تواضع وانکسار اس درجہ تھا کہ خاک پر بے بستر کے بیٹھ جاتے اور اپنے آپ کو مقام ارشاد کے اہل نہیں سمجھتے تھے۔ مخلوق پر شفقت کرنا آپ کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا تھا۔ ایک روز بلّی آپ کے لحاف پر سوگئی صبح تک آپ یوں ہی کڑاخے کے جاڑے میں بے لحاف کے اکڑتے ہوئے گذار دیئے لیکن بلّی کو لحاف سے علیحدہ نہیں فرمایا۔ ایثار آپ کے مزاج میں اعلیٰ درجہ کا تھا، انکسار کی تو انتہا ہی نہیں تھی اگر کسی مرید سے لغزش ہوتی تو فرماتے کہ یہ ہماری ہی لغزش ہے جو بطور انعکاس کے اس سے ظہور کی ہے، آپ عبادات اور معاملات میں احوط لے مسئلہ پر عمل فرماتے تھے اسی واسطے ابتداء میں باوجود حنفی ہونے کے قرأت خلف امام کیا کرتے تھے، ایک رات آپ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ امام فرمار ہے ہیں کہ میرے مذہب پر بڑے بڑے کامل مکمل اولیاء اللہ عامل رہے ہیں، آپ نے امام کی اس

تعریض کو سمجھ کر صبح سے قرأت خلف امام ترک فرمادی۔ ایک روز ایک جگہ تشریف لیجا کر وہاں دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا کہ یہاں کی مٹی ہمارے دامن کو لگے گی۔ پھر خواب میں عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ آپ کو کرتا پہنا رہے ہیں، صبح آپ نے تعبیر اس کی فرمائی کہ ممکن ہے صحت ہوجائے ورنہ اس سے کفن کی طرف اشارہ ہے، پھر آپ نے اسی مرض سے روز دوشنبہ ۲۵/ ماہِ جمادی الاخری ۱۰۲۲ھ میں وفات فرمائی۔ آپ کی قبر شریف شہر دہلی میں قریب اس مقام کے ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار قدم مبارک ہیں۔

۲۵۔ غوث الواصلین قطب العارفین محبوب صمدانی امام ربانی مجدد الف ثانی امام طریقہ حضرت شیخ احمد فاروقی نقشبندی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نسباً فاروقی ہیں، اٹھائیس واسطے پر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے دادا ہوتے ہیں، آپ کے کل آبا واجداد صلحا وعلماء ہوئے ہیں، آپ کی سوانح شریف لکھنے کے لئے ضخیم کتابیں غیر کافی ہیں، تبرکاً مختصر سا حال لکھا جاتا ہے۔ ۹۷۱ھ بلدہ سرہند میں آپ کی ولادت ہوئی۔ (خاشع/ ۹۷۱ھ) آپ کی تاریخ ولادت ہے۔

آپ ابھی بہت ہی کم عمر تھے کہ شیخ شاہ کمال قادری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی نسبت اس طرح پیشن گوئی فرمائی تھی کہ اس بچہ کی عمر طویل ہوگی اور بہت بڑا عالم باعمل صاحب

احوالِ عالیہ ہوگا۔ شیخ موصوف نے اپنے انتقال کے وقت اپنی زبان حضرت امام ربانی صاحب کو چسواکر جب ہی سے نسبت قادریہ کا القاء فرمادیا تھا۔ لڑکپن ہی سے آپ کی کچھ ایسی حالت تھی کہ جو آپ کو دیکھتا کہتا کہ یہ بچہ ہونہار ہے، آئندہ بہت کچھ کر دکھائے گا۔ آپ نے اکثر علوم متداولہ اپنے والد ماجد سے ہی حاصل کئے ہیں، پھر سیالکوٹ جاکر مولانا محمد کمال کشمیری اور مولانا یعقوب کشمیری سے علوم کی تحصیل کی اور حدیث کی سند قاضی بہلول بدخشی سے حاصل فرمائی۔ آپ کے زمانے میں کوئی آپ کا ہمسر علوم میں نہ تھا۔ آپ کو نسبت چشتیہ اور قادریہ اور ان دونوں میں اجازت اور خلافت اپنے والد ہی سے حاصل ہوئی، ابھی آپ کی عمر شریف (۱۷) سال کی بھی نہیں ہوئی تھی کہ علوم ظاہری و باطنی میں یکتائے روزگار ہوکر طالبین اور سالکین کو ظاہری اور باطنی علوم کا افادہ فرمانے میں مصروف ہوئے۔ اسی اثناء میں بہت سے رسالے جیسے رسالہ جات تہلیلیہ اور ردِ روافض وغیرہ تصنیف فرمائے، گو اس وقت روافض کا بہت زور تھا مگر آپ کی حق پسند طبیعت نے ان کا رد لکھ ہی دیا۔ باوجود اس کمال کے نسبت نقشبندیہ حاصل کرنے کے لئے آپ بہت ہی مشتاق تھے، ادھر حرمین شریفین کی زیارت کا شوق بھی بے چین کررہا تھا، لیکن آپ کے والد ماجد غایت شفقت سے ایسے دُور دراز سفر کرنے کو گوارا نہیں فرماتے تھے۔ جب ۱۰۰۷ھ میں آپ کے والد ماجد کا انتقال ہوچکا تو آپ ۱۰۰۸ھ میں حج کے لئے اپنے وطن سے روانہ ہوئے، راہ میں دہلی پڑتی تھی، دہلی پہنچ کر حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے شرف ملاقات حاصل کئے۔ حضرت آپ کو

نہایت تعظیم وتکریم سے لئے۔ دو دن کے بعد حضرت امام ربانی صاحب کو داعیہ بیعت پیدا ہوا۔ حضرت باقی باللہ صاحب نے خلاف عادت بغیر استخارہ آپ کو سلسلہ عالیہ میں داخل فرما کر اپنا گزشتہ خواب بیان فرمایا کہ بہت دن ہوئے میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس کی تعبیر حضرت خواجگی امکنگی قدس سرہٗ نے یہ دی تھی کہ مجھ سے کوئی قطب الاقطاب فیض پائے گا۔ تم میں وہ سب آثار پائے جاتے ہیں، تم ہی آئندہ قطب الاقطاب ہونے والے ہو۔

پھر حضرت امام ربانی صاحب نے طریقہ نقشبندیہ کے ریاضات ومجاہدات و وظائف واذکار ومراقبات میں اشتغال فرمایا، خدا کی شان دو مہینے اور چند روز میں علوم لدنیہ، معارف یقینیہ، اسرارِ ولایت، مقامات سنیہ، انوار فیوضات وبرکات الٰہیہ کچھ ایسے امڈے چلے آرہے تھے کہ جس کی وجہ سے بڑے بڑے اولیاء اللہ کی عقلیں دنگ تھیں۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیہِ مَنْ یَّشَاءُ (یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے) پھر اجازت وخلافت سے سرفراز ہو کر اپنے وطن میں تشریف لائے، دُور دُور سے عطشانِ معرفت آ آ کر فیض یاب ہوتے تھے۔ گو آپ چشتیہ وقادریہ ونقشبندیہ کل نسبتوں کے مجمع تھے لیکن طریقہ نقشبندیہ کی ترویج میں خاص دلچسپی رکھتے تھے۔ غرض آپ کی حالت اس مقولہ کے مصداق ہے لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا مُؤْمِنٌ تَقِیٌّ وَلَا یُبْغِضُہٗ اِلَّا فَاجِرٌ شَقِیٌّ۔ مومن متقی ہی آپ کو چاہا کرتا اور اپنے دل میں آپ کی محبت لئے رہتا ہے

اور فاجر شقی بدنصیب ازلی ہی آپ سے بغض و عداوت رکھتا ہے، حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی آخر میں نہایت معتقد ہو کر یہی مقولہ فرمایا کرتے تھے اور حضرت شیخ ولی اللہ صاحب نے بھی آپ کی بہت کچھ مدح کی ہے، آپ کے کرامات بے حد و بے شمار ہیں۔ ایک وقتِ معین پر دس جگہ کی دعوت قبول فرمائی۔ وقت مقررہ پر ہر ہر شخص کے پاس کھانا تناول فرماتے نظر آئے، کلمۂ حق کہنے کی وجہ سے جہانگیر نے جب آپ کو قید کیا تو باوجود سخت پہرہ چوکی کے جمعہ کے لئے مسجد میں آتے اور بعد جمعہ قید خانے میں تشریف لے جاتے، پہرہ والے جوانوں کو خبر بھی نہ ہوتی کہ آپ باہر کب آئے اور محبس میں واپس کب ہوئے۔ بادشاہ موصوف نے کئی بار آپ سے یہ کرامت دیکھی نہایت معتقد ہو کر معذرت کرتے ہوئے قید سے رہا کیا، جس وقت آپ محبس سے نکلے ہیں آپ کی فیضِ صحبت سے ساتھ کے سینکڑوں قیدی اہل دل اور اولیاء کرام سے ہو گئے تھے اور آپ کی بہت بڑی کرامت تو استقامت شریعت تھی جس کو آپ نے اپنے کسی مکتوب میں اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ (اگر کوئی شخص باوجود ہوا پر اُڑنے اور پانی پر چلنے کے ایک مستحب بھی ترک کیا کرتا ہو تو وہ نقشبندیہ اولیاء اللہ کے نزدیک جو برابر قدر و منزلت نہیں رکھتا ہے) اتباعِ سنت آپ پر اس طرح غالب تھی کہ جب آپ کی عمر شریف (۵۰) سال کی ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ (ہماری عمر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف سے بڑھ نہیں سکتی، ہم بھی حضور کی طرح ترسٹھ سال کی عمر میں دنیا سے کوچ کر جائیں گے) ایسا ہی ہوا۔ ماہ محرم ۱۰۳۴ھ میں ایک روز آپ نے فرمایا کہ (پچاس

روز کے بعد ہم اس عالم سے کوچ کرنے والے ہیں مجھے میری قبر کی جگہ بتلائی گئی ہے) آپ نے اپنی اولاد کو جو وصیت فرمائی ہے منجملہ اس کے یہ بھی ہے کہ (ہماری قبر مخفی رکھنا) اس سے جب اپنی اولاد کو ملول پایا تو فرمایا (اچھا ہم کو ہمارے والد کے پاس دفن کرنا لیکن ہماری قبر مٹی اور اینٹ کی مسنون طریقہ پر رہے تا کہ بہت جلد ملیا میٹ ہو جائے، غرض روز سہ شنبہ ۲۷؍صفر ۱۰۳۴ھ میں آپ نے مسنون طریقہ کے موافق سیدھی کروٹ لیٹ کر دست مبارک اپنے رخسار کے نیچے رکھے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ (سب کچھ اعمال صالحہ کئے مگر ایک وقت جو دو رکعت نماز میں نے پڑھی ہے وہ آج کافی ہو رہی ہے) یہ فرمایا اور روح مبارک اَعْلٰی عِلِّیِّیْنْ کو روانہ ہو گئی، لفظ صلوٰۃ پر ہی خاتمہ ہو گیا اور یہی صلوٰۃ نسبت انبیاء علیہم السلام کی ہے۔ کسی نے آپ کی تاریخ رحلت ''رَفِیْعُ الْمَراتِبْ'' ؍۱۰۳۴ھ نکالی ہے۔ نَوَّرَ اللّٰہُ مَضْجَعَہٗ وَقَدَّسَ سِرَّہٗ (اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نورانی کرے اور ان کے سِر کو پاک کرے)۔

۲۶۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

سنہ ۱۰۰۹ھ آپ کا سن ولادت ہے، حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے آپ تیسرے صاحبزادے ہیں، حضرت امام ربانی صاحب نے آپ کے استعداد عالی کی بہت کچھ تعریف کی ہے کہ (یہ میرا بچہ ولایت محمدیؐ کے لئے ذاتی استعداد رکھتا ہے اور یہ بچہ محمدی المشرب ہے اور منجملہ محبوبین کے ہے) تین ماہ کی مدت قلیل میں آپ نے قرآن شریف کے حفظ سے فراغت پائی۔ جس وقت آپ کو علوم عقلیہ اور نقلیہ کی تحصیل

ہوئی ہے اس وقت آپ کی عمر شریف سولہ سال کی تھی۔ بعدازاں آپ طلبہ کے افادہ میں مصروف ہوئے، آپ کے والد ماجد امام ربانی صاحب نے اثناء تحصیل ہی میں جب کہ آپ کی عمر شریف گیارہ سال کی تھی تلقین طریقہ فرمادیا تھا۔ کم عمری ہی سے آپ نے ذکر وفکر و مراقبات میں مواظبت فرمائی۔ جب آپ کا قال وحال میں کمال استقامت رکھنا، ورع وتقویٰ کا ہر حال میں پابند ہونا، احوال اور واردات سے مشرف ہونا، حضرت امام ربانی صاحب نے ملاحظہ فرمایا تو اجازت اور خلافت سے بھی سرفراز کیا اور یہ خوش خبری دی کہ بابا مَعْصُوم تم شام و روم اور اس کے اطراف و جوانب کے قیوم اور قطب ہوں گے، واقعی ایسا ہی ہوا کہ آپ کے خلفاء ان شہروں میں عطشان معرفت کو خوب سیراب کئے اور کررہے ہیں۔ آپ کے مکتوبات تین ضخیم جلدوں میں جمع ہیں۔ جس میں آپ نے بہت سے باریک اور دقیق لطائف اور اسرار کو ظاہر فرمایا ہے اور اس میں اپنے والد ماجد کے اکثر مکتوبات کو بھی حل کیا ہے، آپ سے بہت کثرت کے ساتھ خوارق وکرامات ظہور پائے ہیں۔ آپ کی وفات ۹؍ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ میں ہوئی، آپ کا مزار پُرانوار سرہند شریف میں ہے۔

۲۷۔ قُدوۃ ارباب الکشف والیقین وسلطان الاولیاء والمتقین مولانا الشیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت معصوم قدس سرہ کے آپ پانچویں صاحبزادے ہیں۔ ۱۰۵۵ھ آپ کا

سن ولادت ہے۔ آپ عالم باعمل ہمیشہ ماسوائے اللہ سے اعراض کیئے ہوئے رہتے تھے۔ تحصیل علوم کے بعد طریقہ نقشبندیہ مجدد اپنے والد ماجد سے حاصل کیئے۔ آپ کا جذب قوی اور تصرف عالی ایسا تھا کہ لوگ آپ کے قوۃ توجہ سے مضطرب رہتے تھے۔ حسب الارشاد اپنے والد کے شہر دہلی میں آپ نے اقامت فرمائی۔ آپ مقبول خاص و عام تھے حتیٰ کہ سلطان ہند محمد اورنگ زیب عالمگیر مع اپنی اولاد اور امراء کے آپ کے زمرۂ مریدوں میں داخل ہوئے، اور آپ سے علم باطن کا استفادہ کیئے، آپ کے فیض صحبت سے وہ ہمیشہ شب بیدار رہا کرتے تھے، آپ نے اپنے والد کو لکھا کہ عالمگیر میں ولایت لطیفہ اخفیٰ کی غالب ہے تو آپ کے والد ماجد حضرت معصوم صاحب نے بھی نظر کشف سے معلوم فرما کر تصدیق کی اور فرمایا کہ (بے شک سلطان عالمگیر کو ولایت لطیفہ اخفیٰ کی حاصل ہے) حضرت سیف الدین صاحب امر معروف و نہی عن المنکر میں اس رتبہ پر پہنچ گئے تھے کہ آپ جیسا کوئی شیخ بدعتوں کا مٹانے والا نہ ہوا، نہ اس وقت تھا۔ آپ کے زمانے میں بلاد ہند سے کل بدعتیں اُٹھ گئیں، اسی واسطے آپ کے والد ماجد نے آپ کا نام محتسبِ اُمت رکھا تھا، ایک روز سلطان عالمگیر نے اپنے محل میں آپ کو دعوت دی، آپ نے ادائی سنت کے لئے دعوت قبول فرمائی، جب آپ شاہی قلعہ کے قریب پہنچے ہیں، یکا یک آپ کی نظر مبارک قلعہ کی دیوار پر پڑی، اس پر ایک تصویر پتھر کی تراشی ہوئی نظر آئی، یہ دیکھتے ہی فوراً واپس ہوئے، اس کی اطلاع عالمگیر کو دی گئی۔ سلطان عالمگیر نے اسی وقت اس تصویر کو توڑ دینے کا حکم کیا اور حضرت کو اپنے محل میں

لے آیا۔ روزانہ صبح و شام آپ کے باورچی خانہ سے ایک ہزار چار سو اشخاص کھانا کھایا کرتے تھے، ہر ایک اپنے اپنے حسب مرضی، غرض آپ کے فیض باطنی اور ظاہری سے ہزار ہا غریب اور امیر فیض یاب ہوتے رہے اور سینکڑوں کامل و مکمل ہو کر نکلتے رہے۔ ایک آپ کا مرید مجلس سماع میں تھا بہت کچھ ضبط کیا لیکن برداشت نہ کر سکا، دل شق ہوا ہلاک ہوگیا، آپ نے یہ واقعہ سُن کر فرمایا کہ سماع دردمندوں کو ہلاک کرنے والا ہے۔ اسی لئے علماء نے سماع کو حرام ٹھہرایا ہے۔ آپ کے مریدوں میں سے ایک شخص تقلیل غذا[1] کرنا چاہا، آپ نے فرمایا کہ اس طریقہ عالیہ میں تقلیل غذا کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے پیران کبار نے اس طریقہ کی بناء دوام[2] وقوف قلبی اور صحبت شیخ پر رکھی ہے، زہد اور مجاہدہ شاقہ کا نتیجہ اور ثمرہ خرق عادات اور تصرفات ہیں، ہم کو اس سے کام نہیں، غرض ہماری دوامِ ذکر اور توجہ الی اللہ اور اتباع سنت اور کثرت انوار و برکات ہے وہ سب دوام وقوف قلبی اور صحبت شیخ سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ ۱۰۹۵ھ میں آپ کی وفات شریف ہوئی اور شہر سرہند میں آپ کا مزار شریف ہے۔

۲۸۔ حضرت شیخ حافظ محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں، اور شیخ محمد معصوم قدس سرہٗ کے خلیفہ، آپ کے فیض باطنی سے بہت لوگ فیضیاب ہوئے ہیں، علوم ظاہری میں آپ کے وقت دہلی میں کوئی آپ کا نظیر نہیں تھا، ایسا ہی آپ ورع و

---

[1] غذا کو کم کرنا [2] ہمیشہ دل کو ذکر میں مشغول رکھنا۔

تقویٰ وزہد وریاضت میں یکتائے روزگار تھے، آپ کی وفات ۱۱۴۷ھ میں ہوئی۔

۲۹۔ حضرت مولانا سید السادات سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

آپ علوم ظاہری اور باطنی کے جامع تھے، نسبت نقشبندیہ مجددیہ شیخ سیف الدین قدس سرہٗ سے حاصل کی، پھر شیخ حافظ محمد محسن قدس سرہٗ کی خدمت شریف میں برسوں رہ کر تحصیل فیوض کرتے رہے۔ پھر آپ پر ایسی حالت استغراق طاری ہوئی کہ پندرہ برس تک بجز اوقات صلوٰۃ کے بالکل مغلوب الحال رہے، صرف نماز پنج گانہ کے وقت ہوش آجاتا تھا، آپ اتباع سنت کرنے میں اور کماع ورع وتقویٰ میں اپنے اقران[1] پر ممتاز تھے۔ کتب سیر واخلاق کا ہمیشہ مطالعہ کر کے سنن اور آثار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں رہتے جو سنت ملتی اس پر ہمیشہ مداومت فرماتے تھے، ایک وقت بیت الخلاء میں جاتے وقت خطأً سیدھا قدم خلاف سنت پہلے رکھا گیا، اس خلاف سنت سے آپ کے باطنی احوال پر بہت بُرا اثر پڑا، تین روز تک قبض عظیم رہا، آپ نے بہت ہی تضرع کی، بعدہٗ بسط کی حالت پیدا ہوئی، غذائے حلال کے لئے بہت ہی اہتمام فرماتے تھے، چونکہ طعام اغنیاء شبہ سے خالی نہیں ہوتا، اس لئے کسی غنی کا کھانا عمر بھر تناول نہیں فرمایا، ایک روز کسی دنیادار کے پاس سے کھانا آیا، فرمایا کہ اس کھانے سے ظلمت ظاہر ہو رہی ہے۔ حضرت مظہر جان جاناں قدس سرہٗ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ بابا مظہر! ذرا اس طعام کو دیکھنا کیسا ہے؟ حضرت مظہر جان جاناں قدس سرہٗ نے توجہ کے بعد فرمایا حضور! طعام تو

---

[1] ہمعصروں

حلال پیسہ کا ہے لیکن ریا کی وجہ سے اس میں ظلمت پیدا ہو گئی ہے، جب کسی دنیادار سے کتاب مستعار لیتے تین دن تک اس کا مطالعہ نہیں کرتے اور ارشاد فرماتے کہ اس کتاب کی جلد اور غلاف میں صحبت اغنیاء کی ظلمت اثر کر گئی ہے، تین دن کے بعد جب اس کو آپ کی صحبت کی برکت نورانی کرتی تو اس وقت مطالعہ فرماتے۔ کمال تورّع[1] اور اتباعِ سنت ایسی آپ پر غالب تھی کہ آپ کے دسترخوان پر عمر بھر دو سالن نہیں جمع ہوئے، آپ کی نفس قدسیہ پر کسی کی مدح اور ذم کا بالکل اثر نہیں ہوتا تھا۔ رضا و تسلیم الی القضا آپ کا ہمیشہ شیوہ تھا۔ گیارہویں ذیقعدہ ۱۱۳۵ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ رَوَّحَ اللّٰہُ رُوْحَہٗ وَ نُوَّرَ ضَرِیْحَہٗ وَ اَفَاضَ عَلَیْنَا مِنْ م بَرَکَاتِہٖ ۔ (اللہ تعالیٰ نے ان کی روح کو راحت و آرام میں رکھے اور ان کی قبر شریف کو نور سے بھر دے اور ان کے برکات ہم پر جاری کرے۔

۳۰۔ قیوم طریقہ احمدیہ محی السنۃ النبویہ فرید عصر وحیدِ دہر حضرت مولانا شمس الدین حبیب اللہ مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ

آپ علوی[2] سید ہیں۔ بذریعہ محمد بن حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے اٹھائیسویں واسطہ پر سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے جا ملتے ہیں، آپ کی ولادت ۱۱۱۱ھ میں جمعہ کے دن رمضان المبارک کی گیارہویں تاریخ کی ہوئی، کم سنی ہی سے آثار رشد و ہدایت اور

---

[1] التقویٰ

[2] حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وہ اولاد جو حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا کے سوا دیگر ازواج سے ہوئی ہے، اُن کو علوی سادات کہتے ہیں۔

انوار درایت وولایت آپ کی جبین مبارک سے ظاہر تھے، آپ کے والد ماجد فقیر مشرب تھے، انھوں نے آپ کی تعلیم وتربیت میں بہت ہی اہتمام فرمایا، جمیع فنون اور صنائع میں بھی یکتائے روزگار بنایا، حتیٰ کہ آپ کپڑوں کے سینے میں بھی کمال رکھتے تھے، صرف ایک پائجامہ کو پچاس طرح سے قطع کرتے تھے، خود آپ فرماتے ہیں کہ اگر بیس شخص تلوار کھینچ کر مجھ پر حملہ کریں اور میرے ہاتھ میں صرف ایک چھوٹی سی لکڑی ہو تو ان بیسوں سے ہتھیار رکھوالوں گا، آپ نے نو سال کی عمر میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں بہت ہی الطاف فرماتے ہوئے دیکھا۔ غرض آپ نے اٹھارہ سال کی عمر میں کل علوم عقلیہ اور نقلیہ سے فراغت پائی، لڑکپن ہی سے آپ عاشق مزاج واقع ہوئے تھے اس لئے آپ شاعری میں بھی شہرۂ آفاق تھے۔ غزلیات اور اشعارِ شوق میں آپ کا دیوان فارسی نہایت پُر مذاق موجود ہے۔ اتباع سنت کی رغبت آپ کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی تھی، علم باطن کا شوق اور محبوب حقیقی کی طلب بے چین کرنے لگی، اس لئے کسی کامل کی تلاش تھی، اپنے والد کو دیکھا تو شیخ عبدالرحمٰن قادری قدس سرہ کے معتقد اور مرید پایا۔ ایک روز اپنے والد کے ساتھ شیخ عبدالرحمٰن قدس سرّہ کے پاس گئے، ان کو باوجود صاحب کرامات ہونے کے افعال صلوٰۃ میں تساہل کرتے پایا۔ آپ فرماتے ہیں میرے دل نے کہا کہ سنت مصطفوی کا تارک کہیں مقتدا بن سکتا ہے؟ شیخ عبدالرحمٰن کو جب سنتوں کا خیال نہیں ہے تو میں اُن کو اپنا مقتدا کیوں کر بناؤں۔ اس وجہ سے مجھ کو اُن سے نفرت ہوگئی۔ لیکن یہ ڈر لگا ہوا تھا کہ والد کہیں مجھ کو مجبور کر کے شیخ عبدالرحمٰن صاحب

کا مرید نہ کرادیں، ایک روز میں نے والد سے پوچھا کہ شیخ عبدالرحمٰن صاحب افعال صلوٰۃ میں کیوں مُساہلت کرتے ہیں، والد نے اس کا جواب دیا کہ وہ مغلوب السکر ہیں، اس لئے معذور ہیں، میں نے کہا اچھے مغلوب السکر ہیں، نماز کے وقت تو سکر کا غلبہ رہتا ہے، باقی دوسرے احوال اور اوقات میں بھلے چنگے ہوجاتے ہیں۔ والد میری اس تقریر سے متحیر رہ گئے اور فرمایا خدائے تعالیٰ تم کو فہم و ذکاوت اور دے، تم نے تو ہمارے شیخ پر بھی اعتراض کردیا۔ اُس وقت وہ بات رفع دفع ہوگئی۔ لیکن آئندہ کے لئے والد کو جو خیال تھا کہ مجھ کو شیخ عبدالرحمٰن صاحب کا مرید کرادیں وہ جاتا رہا۔ اسی اثناء میں سید السادات سید نور محمد صاحب بدایونی کے اوصاف جمیلہ میرے گوش گذار ہوئے اور دل میں حضرت کی ملاقات کا شوق دن بدن بڑھتا چلا گیا غرضکہ جب میں حضرت بدایونی قدس سرہٗ کی خدمت شریف میں پہنچا تو حضرت کو کمالِ تشرع و اتباع سنت و تخلق[1] باخلاق اللہ میں جیسا کہ سنا تھا اس سے بدرجہا زاید پایا۔ حضرت نے فرمایا بابا! تم کس غرض سے آئے ہو، میں نے عرض کی کہ غلاموں میں شریک ہونا چاہتا ہوں‘ فوراً حضرت نے خلاف عادت بے استخارہ کئے زمرہ میں مریدوں کے شامل فرمایا‘ پہلے ہی توجہ میں میرے کل لطائف خمسہ جاری ہوگئے‘ پھر تو آپ کی صحبت کی برکت سے میرا کھانا چھوٹا اور نیند گئی‘ مخلوق کے اختلاط سے نفرت ہونے لگی‘ ویرانوں میں ننگے سر اور ننگے پیر گھومتا پھرتا تھا‘ نہایت بھوک کے وقت درختوں کے پتے چبا کر بسر کرتا اور اسی کو اپنا رزق

---

[1] اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے متصف

بناتا۔ لکھتے ہیں کہ آپ باطن میں اس قدر تاثر تام پیدا ہوگیا کہ آئینہ میں اپنے آپ کو اپنے شیخ کی صورت وَہیَٔت میں دیکھا کرتے، اگر کبھی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تذکرہ چھیڑا جاتا تو آپ حضرت صدیق اکبر کو علانیہ تشریف فرما اپنے سر کی آنکھوں سے معائنہ فرماتے، الحاصل آپ حضرت بدایونی قُدّس سرہٗ کی خدمت مبارک میں چار سال تک حاضر اور ریاضت فرماتے رہے۔ آخر کار تعلیم طریقہ اور خرقہ صوفیہ سے سرافراز ہوئے۔ اسی زمانہ میں حضرت بدایونی قُدّس سرہٗ کا وصال ہوگیا، گو آپ خلیفہ ہو چکے تھے لیکن ابھی سیرابی نہیں ہوئی تھی اور طلب وہی تھی، اس لئے آپ اپنے شیخ بدایونی قُدس سرہٗ کی قبر شریف سے چھ سال تک فیض حاصل کرتے رہے ایک روز آپ نے خواب میں اپنے شیخ بدایونی قدس سرہٗ کو دیکھا کہ فرماتے ہیں بابا مظہر! اگرچہ قبور سے فیض حاصل کر سکتے ہیں، لیکن عادتُ اللہ یوں ہی جاری ہوئی ہے کہ تکمیل کسی زندہ سے کی جائے، اس لئے تم کسی زندہ شیخ سے اپنی تکمیل کرلو، غرض رویا میں کئی بار اپنے شیخ کا حکم پاکر کسی کامل کی تلاش میں آپ کو نکلنا پڑا۔ آپ کے ارادت مند دل نے شیخ شاہ گلشن صاحب کی صحبت میں چندے رہنا چاہا، لیکن خود شاہ گلشن صاحب نے عذر کیا کہ میں ملامتی فقیر ہوں اور آپ پر اتباع سنت غالب ہے، اس لئے بہتر یہ ہے کہ آپ کسی اور کے طرف رجوع فرمادیں۔

اس کے بعد آپ نے قطب زماں محمد زبیر صاحب کی صحبت اختیار کی۔ حضرت زبیر صاحب آپ کے حال پر بہت کچھ التفات فرماتے رہے، ایک روز حضرت زب

صاحب قُدّس سرہٗ نے فرمایا کہ اس طریقہ میں دوامًا صحبت شیخ ضرور ہے اور بُعد مسافت کی وجہ آپ ہم سے ہر روز نہیں مل سکتے، اس لئے بہتر یہ ہے کہ حضرت بدایونی سے آپ کو جو نسبت حاصل ہوئی ہے اسی کی حفاظت کرتے رہو، اور اسی نسبت کو مجاہدہ سے بڑھاتے رہو تو کافی ہے، مقدر آپ کو کچھ اور بنانا چاہتا تھا۔ ایسے ارشاد سے آپ کو سیری ہرگز نہیں ہوسکتی تھی نہ ہوئی۔ اس لئے آپ نے حضرت حاجی محمد افضل صاحب قدس سرہٗ کی طرف رجوع فرمایا۔ حاجی صاحب نے کہا بابا مظہر! تمہارا سلوک نہایت ہی بصیرت سے طئے کرایا گیا ہے، تم کو کشف مقامات حاصل ہے، مجھے نہ ویسا کشف ہے نہ علم مقامات ہے، پھر تم کو مجھ سے کیسے فائدہ ہوگا، گو حاجی صاحب اس طرح فرماتے رہے لیکن آپ بیس سال تک حاجی صاحب کی خدمت میں رہ کر بہت کچھ فوائد حاصل کئے۔ آپ کی نسبت میں بہت بڑی قوت پیدا ہوگئی، اُن ہی دنوں آپ نے حاجی صاحب سے فن حدیث کی بھی تکمیل فرمائی۔ حاجی صاحب کو ذکر حدیث کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میں استغراق تام ہوجاتا تھا، اور کچھ ایسے انوار و برکات اس وقت ظاہر ہوتے تھے کہ دیکھنے والے کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ حاجی صاحب دربارِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ مشاہدہ کر رہے ہیں، اور فیضِ صحبت سے مستفیض ہو رہے ہیں، یہی آپ کے لئے حاجی صاحب سے تکمیل حدیث کا باعث ہوا، بعد ازاں آپ حضرت حافظ سعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوہوئے اور بارہ سال تک پڑے رہے۔ ان ایام میں آپ نے حافظ

صاحب کی نعلین برداری کی خدمت اپنے ذمہ کرلی تھی، حافظ صاحب کے فیض باطنی کی وجہ سے آپ کی نسبت میں بہت کچھ وسعت ہوگئی جبکہ حافظ صاحب بہ سبب بڑھاپے اور ناتوانی کے توجہ دینے سے معذور ہوگئے تو آپ نے حضرت شیخ الشیوخ شیخ محمد عابد سنامی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع فرمایا۔ حضرت محمد عابد صاحب کی خدمت میں آٹھ سال رہنے سے حسب مرضی آپ کی تکمیل ہوگئی۔ ایک روز حضرت عابد صاحب نے فرمایا' بابا مظہر! ہم اور تم گویا دو آفتاب ہیں۔ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کس کا نور غالب ہے اور کس کا مغلوب' بہتر یہ ہے کہ تم اس نور سے عالم کے دلوں کو نورانی بناؤ۔ قادریہ اور چشتیہ اور سہروردیہ تینوں طریقوں کی بھی ہم نے تم کو اجازت دے دی ہے' اسی واسطے حضرت ولی اللہ صاحب شیخ وقت محدث دہلوی نے فرمایا ہے کہ مرزا جان جاناں کے زمانے میں مثل ان کے نہ کسی اقلیم میں کوئی تھا' نہ کسی شہر میں۔

غرض آپ ان چاروں شیوخ سے فیض لینے کے بعد مسند خلافت پر رونق افروز ہوکر طالبین کے دِلوں کو جو ہر طرف سے چلے آتے تھے منور فرماتے رہے۔ آپ کمال زہد وتوکل سے متصف تھے' آپ کو استغناء تام دنیا اور اہل دنیا سے حاصل تھا' آپ کسی کے ہدایا قبول نہیں فرماتے تھے' آپ کو کشفِ کونی [1] اور کشفِ الٰہی [2] اور کشف قبول اور کشف مقامات سب کچھ حاصل تھے منجملہ آپ کے انفاس قدسیہ (نصائح) کے یہ ہیں:۔

(۱) طعام اغنیاء کی ظلمت نسبت باطنی کو مکدر کردیتی ہے۔

---

[1] عالم کشف [2] اللہ تعالیٰ کے معرفت کا کشف

(۲) سلوک سے غرض محبتِ الٰہی کا حاصل کرنا ہے، کبھی فرط محبت بے کسب کے منجانب اللہ بھی حاصل ہو جاتی ہے اس میں بندہ کو کچھ اختیار نہیں۔ لیکن طالب پر بھی فرض ہے اور اولیاء اللہ کا بھی یہی طریق رہا ہے کہ محبت الٰہی حاصل کرنے کے لئے نفس کے خواہشات چھوڑ کر ذکر خدا کی کثرت اور مداومت کرے، کیوں کہ قلب بے ذکر کثیر ہرگز منور نہیں ہوتا۔ اگر ذکر کثیر کی برکت سے اثناء ذکر میں غیبو بیت یا کوئی اور کیفیت پیدا ہو تو اس کی حفاظت میں بے حد کوشش کرے، اگر وہ کیفیت مخفی ہو جائے تو نہایت ہی تضرع اور کمال انکسار سے ذکر میں کثرت اور مداومت کرے حتی کہ وہ کیفیت حاصل اور حضور دائمی ہو جائے۔

(۳) کل اولیاء اللہ کی تعظیم اور عام مشائخ کرام کی محبت لازم اور ضروری ہے اگر کسی نے غایت محبت سے اپنے شیخ کو اوروں سے افضل ہونے کا صرف استفادہ کی غرض سے اعتقاد کیا تو کچھ مضائقہ نہیں۔

(۴) اگر کوئی دقائقِ تقوی پر عمل نہ کر سکے تو وہ مُحدثاتِ امور اور بدعات سے بچتا ہوا صرف فقہی روایات پر عمل کرے تو یہ بھی غنیمت اور اس زمانے میں کافی ہے۔

(۵) اپنے اوقات کو ذکر اور عبادت سے معمور رکھے اور اپنی قوت مدرکہ کو غیر خدا کی طرف ملتفت ہونے سے ہمیشہ بچاتا رہے اور اپنے سر اور ہمت کو لفظ جَلَّا لہ (اللہ) کے مفہوم سے کبھی خالی نہ رکھے، حتّٰی کہ ملکۂ حضور راسخہ ہو جائے۔

(۶) حاصل سارے تکلّفات سے یہ ہے کہ اپنے اخلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے مکارمِ اخلاق کے موافق ہو جائیں، اس لئے طالب کو چاہیے کہ تکرارِ کلمہ کے وقت ہر ایک صفت ذمیمہ کو کئی روز تک کلمۂ لَا سے نفی کرتا جائے اور بجائے اس کے محبت الٰہی کو اِلَّا اللّٰہُ کے وقت جماتا رہے۔

(۷) خواہش نفسانی کا خلاف کرنے سے حال [1]، مقام [2] ہو جاتا ہے۔

(۸) دوام مراقبہ سے ____ باطنی نسبت میں قوت پیدا ہو جاتی ہے۔
ذکر تہلیل کی کثرت ____ صفات بشریہ کو فنا کرتی اور سیر و سلوک میں
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نہایت مفید ہوتی ہے، اور اس کی بدولت مسافت طریق نہایت آسانی سے قطع ہوتی ہے۔
درود شریف کی کثرت سے ____ واقعات حسنہ ظاہر ہوتے ہیں۔
کثرت نوافل سے ____ انکسار و تواضع پیدا ہوتا ہے۔
قرآن شریف کی تلاوت ____ صفائی اور نور زیادہ کرتی ہے۔
ذکر اسم ذات کی کثرت ____ نسبت جذبہ الٰہیہ پیدا کرتی ہے۔

(۹) ذکر تہلیل سلوک کے لئے نہایت موثر ہے، بشرطیکہ ہر وقت معنی کا لحاظ رہے، ورنہ صرف تکرار لفظ ذخیرہ ثواب ہے اور بس۔

(۱۰) یہ یاد رکھنے کے بات ہے کہ لوگ جو نسبت مجددیہ سے انکار کرتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ نسبت مجددیہ نہایت لطیف اور بے لون ہے لوگ اس کا ادراک نہیں کر سکتے۔ اس لئے انکار کر بیٹھتے ہیں۔ حتّٰی کہ خود سالک جب سلوک ختم کرتا ہے تو وہ یہ نہیں سمجھتا کہ میں کمالات تک سیر کر چکا بلکہ اس کو شک ہوتا ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ میں نے

---

[1] حال وہ کیفیت جو آتی جاتی رہے۔ [2] مقام وہ کیفیت جو قائم رہے۔

سیر و سلوک منقطع کر دیا ہے۔

چاروں شیوخ سے فیض یاب ہونے کے بعد تیس سال تک لکھو کھا لوں کو نورانی بنا کر اور سینکڑوں کو مسند خلافت پر بٹھا کر یہ آفتاب ولایت (حضرت مرزا جان جاناں سُدَسرّہٗ) دسویں محرم ۱۱۹۵ھ شب شنبہ بعد مغرب ظالموں کے ہاتھ سے اپنے خون میں آپ غروب ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ. آپ کی تاریخ وفات عَاشَ حَمِیْدًا وَّ مَاتَ شَہِیْدًا (تعریف کے قابل زندگی رہی اور سوت شہادت کی ہوئی) ہے اور بعضوں نے تاریخ وفات اس آیت سے نکالی ہے۔ اُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ. (یہ لوگ اُن کے ساتھ رہیں گے جن کو اللہ نے اپنی نعمت دی ہے) یہ ذخیرہ معرفت وولایت شہر دہلی میں دفن ہوا' آپ کا مزار شریف زیارت گاہ خلائق ہے۔

۱۳۱۔ قُطبُ فلکُ الارشاد غوث الابدال والاوتاد مجدد المائۃ الثالث عشر نائب خیر البشر مولانا شیخ شاہ عبداللہ المعروف بہ غلام علی شاہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے آپ کا سلسلہ نسب ملتا ہے۔ قصبۂ تبالہ علاقہ پنجاب میں آپ پیدا ہوئے' آپ کے والد ماجد شیخ عبداللطیف نے آپ کے پیدا ہونے سے قبل سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اے بعداللطیف تم کو لڑکا

پیدا ہوگا اس کا نام ہمارا نام رکھنا آپ کے پیدا ہونے کے بعد حسب الحکم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے آپ کے والد نے آپ کا نام علی رکھا۔ لیکن جب آپ سِن تمیز کو پہنچے تو اپنا نام ادباً آپ نے غلام علی رکھا اور یہی مشہور ہو گیا اور آپ کے چچا کو خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے بھتیجے کا نام عبداللہ رکھنا اور اس ارشاد کی تعمیل کے لئے آپ کا دوسرا نام عبداللہ قرار پایا۔

شیخ ناصر الدین قادری جنہوں نے حضرت خضر علیہ السلام کی ایک زمانہ تک صحبت پائی تھی وہ آپ کے والد کے شیخ ہیں آپ کے والد نے آپ کو اپنے شیخ سے بیعت کرنے کے لئے وطن سے بلایا۔ جس رات آپ والد کی خدمت میں پہنچے ہیں اسی رات شیخ ناصر الدین قُدس سرّہٗ نے وفات فرمائی۔ آپ کے والد نے آپ کو دیکھ کر کہا بابا! جس غرض سے ہم نے تم کو بلایا تھا وہ موقع جاتا رہا اب تم کو جہاں کہیں کوئی کامل ملے اس سے سلوک طے کرلو۔ گو اس وقت دہلی حضرات شیوخ سے بھری ہوئی تھی۔ لیکن آپ کے قلب کو کسی طرف میلان نہ ہوا، یوں ہی گھومتے گھومتے حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے خانقاہ پر گذر ہوا، اس وقت آپ کی عمر شریف بائیس سال کی تھی، آپ ک دل حضرت مرزا مظہر جان جاناں قُدس سرّہٗ کا گرویدہ ہو گیا، آپ نے مرید ہونے کی درخواست کی، مرزا صاحب نے فرمایا بابا! یہاں کی بے نمک مجلس ہے کہیں اور جگہ ذوق و شوق کی مجلس ڈھونڈو آپ نے فرمایا حضور مجھے یہی مجلس منظور ہے۔ اسی در کی غلامی کر چاہتا ہوں۔ مرزا صاحب نے فرمایا ایسا ہے تو آؤ بیعت کرلو، غرض آپ بیعت کر کے

مرزا صاحب کے حلقہ ذکر و مراقبات میں کمال ریاضت اور شاقہ مجاہدات کے ساتھ پندرہ برس گذار دیئے، فقر و فاقہ پر صبر کئے ہوئے ذکر کی کثرت اور استغفار پر مداومت فرماتے رہے تہلیل لسانی[1] اور اسم ذات اور اوراد نماز کے علاوہ نفی[2] و اثبات قلبی دس ہزار اور قرآن کریم کے دس جزو کا روزانہ معمول تھا، کچھ ذریعہ معاش کا تھا آپ نے اس کو بھی ترک فرما کر بالکل توکل اختیار فرمایا، آپ کے حجرہ میں بجز ایک پرانی حصیر اور ایک اینٹ کے جس کو بجائے تکیہ کے سرہانے رکھ لیا کرتے تھے اور کچھ نہ تھا۔

سنتوں پر پورا پورا عمل تھا۔ شیخ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے حدیث کی سند لی، اور اپنے مرشد کی حضوری میں قرآن کا حفظ کئے۔ لیکن ہمیشہ اس کو مخفی رکھا، کسی پر ظاہر نہ ہونے دیا۔ آپ بہت ہی کم کھاتے اور کم سوتے تھے۔ اپنے مریدوں میں سے کسی کو تہجد کے وقت غافل پاتے تو اس کا جگا دیتے تھے۔ اغنیاء کے کھانے سے نہایت نفرت تھی، اگر کسی غنی کے پاس سے کھانا آ گیا تو اس کو نہ خود کھاتے اور نہ کسی مرید کو کھانے دیتے بلکہ اس کو پڑوس میں تقسیم فرما دیتے، اکثر آپ ذکر و مراقبہ میں تمام تمام رات ہوشیار رہتے، ادائی سنت کے لئے آپ احتباء[3] کئے ہوئے بیٹھتے، اگر نیند آ جاتی تو یوں ہی احتباء کئے ہوئے سو جاتے، پاؤں لانبے کئے ہوئے آپ بہت کم سوتے تھے، حتیٰ کہ آپ کا انتقال بھی اسی احتباء کی حالت میں ہوا۔ حیا اس قدر آپ پر

---

[1] تہلیل لسانی سے مراد زبان سے لا الہ الا اللہ کہنا۔ [2] دل سے لا الہ الا اللہ کہنے کو نفی و اثبات قلبی کہتے ہیں۔

[3] ہاتھوں سے یا کپڑے سے گوٹ مار کر ایسا بیٹھنا جیسے عرب اکثر بیٹھا کرتے ہیں اس طرح بیٹھنا مسنون ہے اسی کو احتباء کہتے ہیں۔

غالب تھی کہ آپ اوروں کی صورت نظر بھر کیا دیکھتے خود اپنی صورت آپ آئینہ میں کبھی نہیں دیکھے۔ اگر کوئی حاجت مند آپ کی مملوکہ شئی اٹھاتا تو آپ اس کے طرف سے منہ پھیر کر انجان ہو جاتے تھے، اکثر ایسا ہوتا کہ جو کوئی آپ کی کتاب اٹھالیتا، پھر آپ ہی کے پاس بیچنے کے لئے لاتا، آپ اس کو قیمت دے کر وہ کتاب لے لیتے، اگر احیاناً کوئی شخص وہ کتاب اور اس پر کی علامت دیکھ کر ٹوکتا تو آپ اس کو روکتے اور فرماتے کہ کیا ایک کاتب دو کتاب نہیں لکھ سکتا۔ ممکن ہے کہ ہماری کتاب کا کاتب اس کتاب کو بھی لکھا ہو، آپ موٹے کپڑے پہنتے اگر کوئی آپ کے پاس نفیس کپڑے بھیجتا تو آپ اس کو بیچ کر اس کی قیمت سے متعدد موٹے کپڑے خریدتے، ایک اپنے پاس رکھ کر باقی خیرات کر دیتے اور فرماتے چند اشخاص کا نفع اٹھانا ایک شخص کے نفع اٹھانے سے بہت بہتر ہے۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس کی طرح آپ کی مجلس مُبارک تھی کہ کبھی آپ کی مجلس میں دنیا اور اہل دنیا کا نام تک نہیں لیا گیا اگر کوئی آپ کے سامنے کسی کی غیبت کرتا تو آپ فرماتے کہ کسی نہ کسی کی غیبت کے بغیر تمہارا دل نہیں بہلتا ہے تو سب سے بُرا میں ہوں، میری بُرائی کرتے ہوئے دل بہلاؤ۔ لیکن میرے سامنے کسی کی غیبت نہ کیا کرو۔ ایک روز آپ روزہ تھے کسی نے آپ کے سامنے سلطان شاہ عالم کی غیبت کی آپ نے فرمایا افسوس میرا روزہ ٹوٹ گیا، کسی نے کہا حضور آپ نے تو غیبت نہیں کی پھر کیسے روزہ ٹوٹا۔ فرمایا گو میں نے کسی کی غیبت نہیں کی ہے لیکن غیبت سُنی تو ہے، غیبت کہنے اور سننے کا ایک ہی حکم ہے۔ امر معروف اور نہی منکر آپ کی عادت تھی۔ امر

معروف اور نہی منکر کے وقت کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی کچھ پرواہ نہیں فرماتے تھے۔ امیر اور فقیر کی آپ کے سامنے اس وقت ایک ہی حیثیت رہتی تھی۔ بادشاہ وقت اور بہت سے امراء آپ کی خانقاہ کے لئے وظیفہ مقرر کرنا چاہتے مگر آپ ان کو یہ آیت وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ. تمہارا رزق اور جس کا تم سے وعدہ ہو رہا ہے وہ آسمانوں میں ہے) سنا کر صاف انکار کر دیتے تھے۔ خدا کی قدرت غیب سے کچھ ایسا سامان ہو جاتا تھا کہ روزانہ قریب دو سو اشخاص آپ کی خانقاہ سے کھانا کھاتے تھے۔ آپ کے دل میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی محبت عشق کے درجہ کو پہنچ گئی تھی۔ اگر کوئی آپ کے سامنے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مُبارک نام لیتا تو آپ کمال تعشق سے بے چین و مضطرب ہو جاتے تھے' قرآن مجید پڑھتے وقت اَسرار قرآن شریف کثرت کے ساتھ آپ کے قلب مُبارک پر امڈے چلے آتے تھے اس لئے قرآن عظیم کی قرأت سے آپ کو نہایت ذوق ملتا تھا۔ شیخ ابو سعید قُدس سرّہ سے صلوٰۃ اوّابین اور تہجد میں کثرت سے قرآن شریف سنتے تھے' اکثر شوق و ذوق سے آپ پر وجد کی حالت طاری ہوتی مگر آپ کوہ تمکین بنے ہوئے اپنی ہی جگہ پر ثابت و مستقل رہتے تھے ایک روز ایک قصہ کے پیرایہ میں فرمایا کہ وجد و حال خلاف سنت ہے. اس سے حتی الامکان نفس کو روکنا چاہیئے' باوجود ان کمالات کے آپ کی طبیعت میں تواضع و انکسار اس حد تک تھا کہ ایک روز ایک کتا آپ کے حجرہ میں آ گیا' آپ نے فرمایا الٰہی میں تیرے اولیاء کا توسل لینے کے قابل نہیں ہوں تو اپنی اس مخلوق کے طفیل سے مجھ پر

رحم فرما۔ غرض آپ اپنے شیخ کی جگہ مسندِ ارشاد پر رونق افروز ہوئے، لوگ دُور دور سے آ کر فیض یاب ہوتے رہے حتی کہ بعضوں کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا کہ تم غلام علی کے پاس جا کر فیض لو۔ اولیاء کرام بھی بہت سے سالکوں کو آپ کا نام و پتہ بتا کر فیض لینے کے لئے بھیجا کرتے تھے۔ آپ کے کشف و کرامات اور خوارق عادات وارشادات بے حد و بے پایاں ہیں۔

منجملہ آپ کے انفاس قدسیہ کے یہ ہیں

(۱) آپ فرماتے تھے کہ لفظ فقر میں فاؔ سے فاقہ اور قافؔ سے قناعت اور راءؔ سے ریاضت ہے، جو ان تینوں کے پورے پورے حقوق ادا کرے گا وہ فاء فضلِ الٰہی اور قاف قربتِ محبوبِ حقیقی، اور راء رحمت حق سے کامیاب ہوگا ورنہ فاء فضیحت اور قاف قہر اور راء رذالت میں مبتلا ہوگا۔

(۲) اس طریقہ میں ان چار چیزوں کی نہایت ضرورت ہے،

۱۔ ید مکسورہ، یعنی ٹوٹا ہوا ہاتھ اس طرح کے سوال کا ہاتھ غیر خدا کی طرف نہ پھیلے۔

۲۔ رِجل مکسورہ، اس طرح کے باب مولیٰ کو چھوڑ کر بابِ اغنیاء پر نہ جا سکے۔

۳۔ دین صریح، اس طرح کہ آداب دین میں سے کچھ نہ چھوٹے۔

۴۔ یقین صحیح، اس طرح کہ کسی طرح کا شک اس کو نہ عارض ہو سکے۔

(۳) ذوق وشوق اور کشف و کرامات کا طالب حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا طالب نہیں

ہے، صوفی کو تو چاہئیے کہ دنیا و آخرت کو پس پشت چھوڑ کر ہمہ تن اپنے مولیٰ کا ہو رہے۔ سب سے منہ پھیر کر اسی کی طرف متوجہ رہے۔

(۴) بیعت تین قسم کی ہوتی ہے، ایک بیعت تو مشائخ کرام سے حصول توسل کے لئے کی جاتی ہے، اور دوسری بیعت سے مقصود معاصی سے توبہ کرنا ہوتا ہے، اور تیسری بیعت کسبِ نسبت اور وصول الی اللہ کی غرض سے کی جاتی ہے۔

(۵) لوگ چار قسم کے ہیں، عدیم المروۃ، صاحب المروۃ، صاحب الجود، فرد۔

۱۔ عدیم المروۃ، طالب دنیا ہے۔

۲۔ صاحب المروۃ، طالب عقبیٰ ہے۔

۳۔ صاحب الجود سے مراد عقبیٰ اور مولا دونوں کا طالب ہے۔

۴۔ فرد، وہ ہے جو فقط مولیٰ کا طالب ہو۔

(۶) اولیاء اللہ کے تین قسم ہیں۔ اربابِ کشف وعرفان۔ اربابِ ادراک و وجدان یعنی جو اپنے احوال وعرفان سے باخبر ہوں۔ ارباب جہل ونکران یعنی جو احوال وعرفان حاصل ہوتے ہیں، ان سے ان کو بالکل خبر نہیں ہوتی ہے۔

عقل کی دو قسمیں ہیں، نورانی۔ ظلمانی۔

عقل نورانی، وہ عقل ہے جو بغیر کسی کی رہنمائی کے مقصود تک پہنچ جائے۔

عقل ظلمانی، وہ عقل ہے جو مرشد کے سراجِ ہدایت کی روشنی میں راہ چلے۔

(۷) طالب کو چاہئیے کہ اپنے مطلوب سے ایک لمحہ غافل نہ رہے۔

شعر. هٰذَ شرابُ مُحبۃِ یا خُسرو   مِنْ غَیرِ بَذلِ الرُّوحِ کَیفَ تَذُوقُہٗ
(یعنی) خسرو یہ محبت کی شراب ہے   بے جان دیے کہیں اس کا مزہ چکھ سکتے ہو۔

(۸) اس منطقی شکل اوّل سے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ نہایت ہی خوفناک ہے انسان کو چاہئے کہ ہمیشہ یہ نتیجہ پیش نظر رکھے۔

شکل: حُبُّ الدُّنیَا رَاسُ کُلِّ خَطِیئَۃٍ   رَأْسُ کُلِّ خَطِیئَۃٍ کُفرٌ
دنیا کی محبت ہر خطا کی جڑ ہے   اور ہر خطا کی جڑ کفر ہے۔
نتیجہ: حُبُّ الدُّنیَا کُفرٌ   دنیا کی محبت کفر ہے۔

۹۔ اس طریقہ مجددیہ میں چاروں نہریں یعنی نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ بہت زور وشور سے بہہ رہی ہیں، لیکن نقشبندیہ غالب ہے۔

۱۰۔ طریقہ نقشبندیہ میں چار چیزیں حاصل کی جاتی ہے، اور انہیں چار چیزوں کے حاصل کرنے کی سالک کو جان توڑ کر کوشش کرنی چاہئے، کیوں کہ انہیں چار چیزوں کے مجموعہ کا نام طریقہ نقشبندیہ ہے وہ چار چیزیں یہ ہیں۔ [۱] بے خطرگی، [۲] دوام حضور، [۳] جذبات، [۴] واردات۔ آپ اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

نان جویں و خرقہ پشمین و آب شور   سیپارۂ کلام و حدیث پیمبری

جو کی روٹی، کمبل کی گدڑی اور نمکین پانی۔ قرآن کے تیس پارے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے احادیث (پاس ہیں)۔

---

[۱] وساوس آنا بند ہو جائیں۔ [۲] ہمیشہ ایسی حالت رہے گویا خدا کے سامنے ہے۔ [۳] اللہ تعالیٰ کی طرف عاشقانہ کشش۔ [۴] کیفیات جو قلب پر آتے رہتے ہیں۔

ہم نسخۂ دو چار زعلمی کہ نافع است   دردین نہ لغو بو علی وژاژ عنصری

اور دو چار نسخے ایسی کتابوں کے بھی رہیں جو دین میں نفع دینے والی ہوں۔ بو علی سینا کے لغویات اور عنصری کا بے ہودہ کلام پاس نہ رہے، اس لئے کہ ہم کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔

تاریک کُلبہ کہ پئے روشنئ آں   بے ہودہ منّتے نہ برد شمع خاوری

اندھیری جھونپڑی کہ اس میں روشنی کے لئے آفتاب کا احسان نہ اٹھانا پڑے۔

بایکد و آنشا کہ نگیرُ زوُ بہ نیم جو   درپیش چشم ہمت شاں ملک سنجری

ایسے دو تین دوست بھی رہیں کہ جن کی ہمت عالی کے سامنے سلطنتِ سنجری بھی آدھے جو کے برابر قیمت نہ رکھے۔

ایں آں سعادتیست کہ حسرت بروبرآں   جویائے تختِ قیصر و ملکِ سکندری

یہ وہ سعاد ہے کہ جس کو حاصل ہوتی ہے اس کو دیکھ کر تخت قیصر و ملک سکندر کا خواہش رکھنے والا بھی حسرت کرتا ہے۔

لنگکے زیر و لنگکے بالا   نے غمِ وزر دوُ نے غم کالا

ایک چھوٹی سی لنگی نیچے اور ایک چھوٹی سی لنگی اوپر رہے تو نہ چور کا خوف اور نہ سامان کے حفاظت کی فکر۔

گزکے بوریا و پوستکے   دلقے پرز دردِ دوستکے

ایک گز کا بوریا اور ایک چھوٹی سی پوستین، اور ایک گودڑی بھی کہ جو اللہ کی محبت کے درد سے بھری ہوئی ہو۔

ایں قدر بس بود جمالی را   عاشقِ رندِ لا اُبالی را
جمالی کو اس قدر بس ہے   کہ یہ عاشق رندِ لا اُبالی را۔

۲۲؍ صفر ۱۲۴۰ھ روز شنبہ بعد اشراق احتباء کئے ہوئے جمال مولیٰ کے مشاہدہ میں مستغرق اس جہان فانی سے آپ نے رحلت فرمائی، آپ کی تاریخ وفات (نور اللہ مضجعہ) ہے۔

۳۲۔ فرید عصر وحید دہر حضرت شاہ سعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے پیدا ہونے کے پہلے ہی ایک بزرگ نے آ کے والدین کو خوشخبری دی تھی کہ تم کو ایک فرزند پیدا ہونے والا ہے، وہ درویش کامل ہوگا مگر ایک پاؤں سے معذور رہیگا آپ موضع اُجڑی ملکِ پکلی علاقہ پنجاب میں پیدا ہوئے، آپ قوم تاجیک سے ہیں (غیاث میں یہ لکھا ہے کہ "تاجیک اولاد عرب کہ در عجم بزرگ شدہ باشد" (عرب کی اولاد جو عجم میں بڑی ہوئی ہو) اس سے معلوم ہوا کہ آپ کے آبا و اجداد نسل عرب سے ہیں عجم میں آ کر بود و باش اختیار کئے تھے، آپ بچپن ہی سے متقی اور اہل اللہ تھے اور ہمیشہ علم دین کے حاصل کرنے اور اعمال خیر بجا لانے میں مشغول رہا کرتے، آپ کے والد نے آپ کو کسی تصفیہ کے لئے بھیجا تھا وقت واپسی اثناء راہ میں قریب ۳۰ مسلح شخص ملے اور آپ پر حملہ آور ہوئے، آپ کی جبلّی شجاعت سے وہ لوگ پسپا تو ہو گئے لیکن آپ کے بائیں قدم مُبارک پر کاری زخم لگا۔ آپ کے والد نے آپ کا بہت

کچھ علاج کے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا' آخر آپ نے بہ مجبوری اپنے والد سے اجازت لے کر علاج کے لئے کسی طرف کا سفر اختیار کیا' راہ میں آپ نے خواب دیکھا کہ دہلی میں ایک بزرگ ہیں وہ آپ کو فرماتے ہیں بابا سعد اللہ! تم کہاں جاتے ہو' تمہارا علاج تو ہمارے پاس ہے۔ اس صدائے غیبی پر آپ کے دل مبارک میں دہلی کا ارادہ مصمم ہو گیا باوجود سخت تکلیف کے قطع منازل کرتے ہوئے شہر دہلی پہنچے اور اہل اللہ کی تلاش شروع کی۔ آخر جناب حضرت مولانا سیدنا شاہ غلام علی صاحب کی خدمت بابرکت میں باریاب ہوئے آپ نے جس شکل و شمائل کے بزرگ کو خواب میں بلاتے ہوئے دیکھا تھا۔ حضرت غلام علی شاہ صاحب کو بعینہ ہم شکل انہیں کے پایا۔ شکر الٰہی بجالایا اور حضرت موصوف کے ہاتھ پر بیعت کی، لگاتار بارہ برس ریاضت و مجاہدہ میں اور ذکر و اشغال و مراقبات میں مشغول رہے جب آپ سلوک کے کل مراتب طے فرما چکے تو حضرت غلام علی شاہ صاحبؒ نے کمال عنایت سے نقشبندیہ و قادریہ و چشتیہ و سہروردیہ و کبرویہ وغیرہ کل طریقوں میں اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا' اس اثناء میں آپ نے علوم ظاہری کی تکمیل و تحصیل اپنے پیر بھائی مولوی اخوند شیر محمد صاحب سے کی۔ ابتدائے زمانہ سے سلوک کے آخر تک حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کے مزار مبارک پر ہر روز حاضر ہوتے اور فیض لیتے رہے' حرکات و سکنات' نماز و عبادات و عادات' غرض ہر چیزیں اتباع سنت کا کمال لحاظ فرماتے تھے۔ کسی نے آپ کو سر مو سنت کا خلاف کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ حضرت سید شاہ غلام علی صاحبؒ کی وفات ہی کے سال یا اسکے

دوسرے سال آپ نے حج کیا، راہ میں بہت سے بندگان خدا بیعت سے فیض یاب ہوئے۔ جب آپ حج اور مدینہ پاک کی زیارت کر چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا سعد اللہ! تم ہند میں جاؤ وہاں تم سے بہت لوگ فیض یاب ہونے والے ہیں، اس ارشاد کی تعمیل میں آپ ہند کا ارداہ فرما کر مدراس و کرنول ہوتے ہوئے حیدرآباد دکن تشریف لے آئے اور مسجد الماس میں قیام فرمایا جو حیدرآباد کے دروازہ علی آباد کے قریب واقع ہے، دوسال تک یہیں تشریف فرما رہے۔ دور دور سے طالبان حق حاضر ہو کر بیعت سے فیض یاب ہوتے رہے، مابعد آپ نے محمد جیون خاں قلعدار قلعہ گولکنڈہ کے باغ میں سکونت اختیار فرمائی جو محلّہ مغلپورہ میں واقع ہے، یہاں بھی دوسال رہنے کے بعد محلّہ اُردو میں نواب جان کے باغ کا ایک بہت بڑا حصہ آپ نے خرید فرمایا۔ وہاں آپ کے لئے ایک مسجد بنائی گئی، آپ اس میں ستائیس رمضان المبارک ۱۲۴۹ھ کو رونق افروز ہوئے۔ بخارا، کابل، قندھار شریف، پشاور وغیرہ ملکوں سے طالبان حق آتے اور دو دیڑھ سو ولایتی اور ملکی طالبان حق خانقاہ شریف میں حاضر رہتے، دووقتہ کھانا اور لباس ان سب کو آپ کے پاس سے ملتا۔ وہ لوگ ہر چیز سے بے فکر ہو کر رات دن نہایت فراغت سے اذکار واشغال میں مشغول رہتے تھے، اکثر علماء کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے خواب میں تشریف لاکر ارشاد فرمائے کہ شاہ سعد اللہ سے بیعت کرو اور ان سے فیض لو وہ حاضر ہوتے اور فیوض باطنی سے سرفراز ہوتے۔ چونکہ مسجد خام تھی، اس لئے ازسرنو تعمیر کر کے ۱۲۶۸ھ میں پختہ کردی گئی جو آج تک موجود ہے،

ہمیشہ آپ اسی مسجد میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ آپ کا حلیہ مُبارک یہ ہے:- میانہ قد، چھریرہ بدن، سرخ و سفید رنگ، چہرۂ مبارک پر سفید نورانی ڈاڑھی گھیری ہوئی تھی، بال ڈاڑھی کے گھنے تھے، گو آپ کے قدم مُبارک کو صدمہ پہنچا تھا لیکن عبادت کی قوت اللہ تعالیٰ نے اس قدر سرفراز فرمائی تھی کہ بڑے بڑے جواں مرد پہلوان و مرتاض حضرت کی عبادت کا عُشر عشیر بھی ادا نہ کر سکتے تھے۔ ذکاوتِ ذہن، قوت حافظہ اور طبعِ رسا، جمیع علوم میں اس درجہ کمال رکھتے تھے کہ اگر کسی مسئلہ کی تشریح بغیر ملاحظہ کتاب کے فرماتے تو دوسرے علماء کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد بھی اس مرتبہ کی تحقیق کو نہ پہنچ سکتے۔ اور فنون سپہ گری سے بھی بہت کچھ واقف تھے۔ ایک بار آپ کے روبرو تیر اندازی کا تذکرہ ہوا، کسی نے اپنی مشاقی ظاہر کی، آپ نے تیر و کمان لے کر سات بار تیر مارے ہر وقت تیر نشانہ پر لگا، عقل سلیم کا یہ حال تھا کہ اگر کوئی شخص کیسے ہی نازک مقدمات میں آپ کے مشورہ اور رائے پر عمل کرتا تو کبھی خطا نہ پاتا۔ کمال ترحم مزاج مُبارک میں اس درجہ کا تھا کہ اگر کسی کی تکلیف کی کیفیت سنتے تو صاحب مصیبت کے برابر آپ بھی روتے جاتے۔ عبادت الٰہی اوراد کار و اشغال و جمیع امور میں پابندی سنت کا بہت ہی لحاظ رکھتے تھے۔

آپ مستحب وقت میں نماز صبح با جماعت ادا کر کے مریدوں کو نماز اشراق تک توجہ دیتے رہتے۔ پھر نماز اشراق کے بعد طہارت و وضو سے فارغ ہو کر نماز چاشت تک توجہ دینے میں مصروف رہا کرتے، اس کے بعد علماء و فضلاء جو کوئی ملاقات کے لئے حاضر ہوتے، ان کی احوال پرسی کرتے گیارہ بجے کھانا تناول فرماتے۔ معتقدین امراء

طرح طرح کے کھانے آپ کے لئے بھیجتے وہ سب آپ کے دستر خوان پر چنے جاتے تھے مگر آپ ان کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے صرف اپنے ہی گھر کا پکا ہوا شوربا و چپاتی تناول فرمایا کرتے، بعد ازاں قیلولہ فرماتے، ایک بجے بیدار ہو کر کثیر جماعت کے ساتھ نماز ظہر ادا فرماتے اور قرآن شریف کے پندرہ پارے تلاوت کرتے اگر کبھی مزاج علیل رہتا تو تین پارے تو ضرور پڑھ لیا کرتے عمر بھر کبھی آپ نے اس سے کم پڑھا ہی نہیں، پھر جو علماء فضلاء حاضر رہتے ان سے گفتگو علوم کی اور تذکرہ اولیاء کرام کا فرماتے، اور عصر کی نماز سے کثیر جماعت کے ساتھ اس کے مستحب وقت میں فارغ ہوتے۔ حضرت احمد خیر الدین صاحب قدس سرہ کے والد ماجد مولانا مولوی محمد عبد الرحیم صاحب قدس سرہ بلا ناغہ حاضر ہوتے اور عصر کے بعد حسب الحکم آپ کے حضرت امام ربانی صاحبؒ کے مکتوبات شریف اور حضرت مولوی معنوی کی مثنوی شریف آپ کے سامنے پڑھا کرتے آپ اس کو بغور سنتے، اگر اس کے بعد کچھ وقت ملجاتا تو غروب آفتاب تک مریدوں پر توجہ فرماتے۔ نماز مغرب کے بعد اور خدام کے سوا اکثر صاحبزادے یعنی اقرباء سرکار آصفیہ جو بیعت سے مشرف ہوئے تھے حاضر رہتے ان کو بھی توجہ دی جاتی تھی۔ پھر نماز عشاء سے فارغ ہو کر حاضرین سے تذکرہ پیران کبار کا فرماتے، اس کے بعد کھانے سے فارغ ہو کر علماء اور خانقاہ کے شائقین کو ذکر و فکر کی تعلیم دینے میں مشغول رہتے اور قریب دس بجے رات کے آرام فرماتے پھر آدھی رات سے بیدار ہو کر نماز تہجد، اور صلوٰۃ تسبیح ادا کر کے ذکر و شغل میں مشغول رہتے۔ تخمیناً جب چار

گھڑی رات باقی رہتی تو کچھ دیر سوکر بیدار ہوتے اور غسل فرما کر نماز فجر جماعت سے ادا کرتے۔ حضرت مسکین شاہ صاحب قبلہ قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک وقت حضرت نماز تہجد وغیرہ سے فارغ ہوکر ذکر و شغل میں مشغول ہوئے ادھر میں بھی بیٹھا ذکر کر رہا تھا تو میرے اس وقت آئے ہوئے وسوسہ کو دفع کرنے کے لئے میری طرف متوجہ ہوکر ارشاد فرمایا بابا مسکین! یہ نہ سمجھو کہ تم ہی پچیس ہزار بار ذکر کرتے ہو، ہم بھی سوائے اوراد و وظائف مقررہ کے ہر روز بلا ناغہ پچیس ہزار مرتبہ ذکر کیا کرتے ہیں۔ اخلاق حمیدہ آپ کے ایسے تھے کہ ہر شخص ادنیٰ و اعلیٰ یہ سمجھتا تھا کہ حضرت مثل والدین کے نظر عنایت جیسی میرے حال پر رکھتے ہیں ایسی دوسروں پر نہیں فرماتے، آپ کے خانقاہ شریف میں قریب دوسو کے قریب مرید و خادم پڑے رہتے، انکے لئے ہزاروں روپئے صرف ہوتے، کسی کو خبر بھی نہ ہوتی کہ یہ روپیہ کہاں سے آتا ہے اور سینکڑوں مریدوں کی کس طرح سربراہی ہوتی ہے اگر کبھی کچھ نہ رہتا تو سب کے ساتھ آپ بھی فاقہ فرماتے اور بھوکے ہی گذار دیتے۔ توکل کا یہ عالم تھا کہ نواب ناصر الدولہ بہادر غفران منزل بادشاہ دکن ہمیشہ ملاقات کے مشتاق رہے، لیکن آپ نے ان کی ملاقات کے لئے دیوڑھی شاہی میں جانے کا کبھی ارداہ نہ کیا، ماہوار یومیہ و جاگیرات وغیرہ کچھ بھی قبول نہ فرمائے راجہ چندولال وزیر دکن اور دوسرے امراء نے نقد اور یومیہ اور ماہوار سے خدمت کرنا چاہا لیکن آپ نے کسی کی بھی درخواست قبول نہ کی، شمس الامراء امیر کبیر نے خود آپ کے مکان پر حاضر ہوکر ملاقات کے بعد بہزار منت والحاح پانچ

سو روپیہ نذر گزرانی آپ نے ان کی الحاح پر نظر فرما کر قبول تو کیا لیکن اسی وقت مستحقوں کو بانٹ دیا۔ حضرت مولوی حافظ میر شجاع الدین صاحب قبلہ قدس سرہ۔ مصنف کشف الخلاصہ آپ کے ہمعصر ہیں، اکثر آپ کی ملاقات کے لئے تشریف فرما ہوتے۔ حیدرآباد کے اور بھی اکثر مشائخ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر فیوضات باطنی سے فیض یاب ہوتے، آپ اپنے مرشد شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عرس بہت ہی سادہ طور پر کیا کرتے، ساٹھ ستّر من کی پخت ہوتی اور متعدد قرآن شریف کا ختم ہوتا بس یہی عرس تھا۔ اس کے سوا طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے پیران کبار کا عرس بھی چند قرآن شریف کے ختم اور شیرینی کی تقسیم سے کیا کرتے تھے، آپ کا لباس عالمانہ مطابق سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے زیب تن رہتا تھا جو شخص اتباع سنت و شریعت غرّا کا لحاظ رکھتا۔ آپ اس سے بہت راضی رہتے، اور جو کوئی خلاف شرع کرتا اس کو پند و نصائح فرماتے۔ ہمیشہ اہل علم حاضر رہتے۔ علماء کی مجلس سے بہت خوش ہوتے، آپ کی بیعت میں عجیب اثر تھا کہ جو کوئی آپ کا مرید ہوتا وہ خلاف شرع عمل کرنے سے محفوظ رہتا۔ چونکہ سب کو اس دار فانی سے کوچ کرنا ضرور ہے۔ آپ پر ضعف و نقاہت کا غلبہ ہوا، اور مزاج مُبارک میں شکایت امراض کی شروع ہوئی۔ آخر یہ آفتاب رحمتِ الٰہی ہزاروں دِلوں کو نورانی اور سینکڑوں جنوں کو خلیفہ بنا کر اٹھائیس جمادی الاولیٰ ۱۲۷۰ھ روز دوشنبہ حیدرآباد دکن کی سرزمین میں غروب ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہزارہا اشخاص امراد غربا وغیرہ نے جمع ہو کر نماز جانازہ ادا کی، محلّہ

اردو میں روبرو اسی مسجد کے جس کے ذکر پہلے ہو چکا ہے دفن کئے گئے مزار پُر انوار آپ کا مٹی کا ہے، دیکھنے والوں کو آپ کے اتباع سنت کی یاد دلاتا ہے، اگر چہ بعد میں نواب افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان شاہ دکن نے اپنی خوش اعتقادی سے گنبد بھی بنادی ہے لیکن اب تک قبر مبارک اُسی طرح مٹی ہی کی ہے

قطعہ تاریخ

وفات طبع زاد محمد شجاعت خاں صاحب متخلص جرؔی مددگار خزانہ صرفخاص مُبارک۔

جنابِ شاہ سعداللہ کہ جاری برلبش حق شد   ریاض نقشبنداں رازِ فیضش آبُ رونق شد

جناب شاہ سعد اللہ صاحب کہ جن کے زبان مُبارک پر حق جاری رہتا تھا نقشبندیوں کے باغ کو آپ کے فیض سے خوب رونق تھی۔

دوشنبہ روز وقت چاشت بست وہشتمیں تاریخ   جمادی الاولیٰ از بند حیاتش روح مطلق شد

دوشنبہ کا دن جمادی الاول کی ۲۸ رتاریخ اور وقت چاشت کا تھا کہ زندگی کی قید سے آپ کی روح مُبارک آزاد ہوگئی۔

چو سال وصل آں کامل طلب شداز منِ ناقص   جرؔی معروض میدارم جوارِ رحمتِ حق شد

مجھ ناقص سے جب ایسے کامل کے وصال کا سنہ پوچھا گیا تو مجھ جرؔی نے عرض کیا کہ جوارِ رحمت ۱۲۷۰ حق شد (جوارِ رحمتِ حق میں تشریف لے گئے)۔ تاریخ وصال ہے۔

۳۳۔ سالک مجذوب و مجذوبِ سالک باقی باللہ مرشدنا و مولانا حضرت سید پاشاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا سلسلہ نسب حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ سے ملتا ہے آپ کے جداعلی بخارہ شریف کے رہنے والے تھے مگر چند پشت سے آپ کے اجداد شہر کرنول میں رونق افروز رہے اس لحاظ سے آک مؤلِدُ کرنول ہے، آپ علم ظاہر و باطنی کے عالم متبحر تھے اور حیدرآباد دکن میں ایک عہدۂ جلیلہ کے باعثِ زینت اور کئی سو روپیہ آپ کی ماہوار تھی چونکہ لڑکپن ہی سے آپ کی طبیعت درویشانہ واقع ہوئی تھی، اس لئے باوجود تمول ظاہری کے زاہدانہ زندگی بسر فرماتے تھے، آپ کی ہر ہر بات سے ترک دنیا کے آثار ظاہر ہوتے تھے، رات دن سخت ریاضت مجاہدے میں گزارتے تھے، بلحاظ ملازمت کے جب تک آپ عدالت کی کرسی پر رونق افروز رہتے دست بکار دِل بیار کا نمونہ بن کر خلق خدا کو زبانِ حال سے سکھاتے تھے کہ اگر ایسی دنیا کی جائے تو وہ مذموم نہیں بلکہ سراسر محمود ہے۔

آپ نے نسبت قادریۂ عالیہ اپنے ہی خاندان میں حاصل کی اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ کا سلوک عارف باللہ حضرت شاہ سعد اللہ صاحب سے طے فرمایا جن کا مزار اقدس حیدرآباد دکن کے محلّہ اردو میں زیارت گاہ خلق ہے۔

پھر تو آپ کا مجاہدہ اس قدر بڑھا کہ دائم الصوم وقائم اللیل جس کا ادنیٰ نمونہ تھا

چونکہ خدائے تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا' ملازمت کے بھول بھلیوں میں آپ تھوڑے دنوں کیلئے بھی پھنسے رہنے کے لئے نہیں بنائے گئے تھے' اس لئے آپ نے یہ عادت کر لی تھی کہ عدالت کا معینہ وقت سرکاری کام میں صرف فرما کر جو وقت بچ جاتا اس کو حضرت حاجی مستان شاہ صاحب مجذوبؒ کی حضوری میں گزارتے۔

حضرت شاہ سعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پیر طریقت تھے تو یہ مجذوب صاحبؒ پیر صحبت۔ ایک روز آپ نے مجذوب صاحب سے کچھ نصیحت کرنے کی درخواست کی، مجذوب صاحبؒ نے فرمایا قطعہ ذیل کو حرز جان بنالو۔ لاکھ نصیحتوں کی یہ ایک نصیحت ہے۔

قطعہ

بندہ ہماں بہ کہ زِ تقصیر خویش　　عذر بدرگاہِ خدا آورد

بندہ وہی بہتر ہے کہ عبادت میں اپنی کوتاہیوں کا عذر اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کرتا رہے۔

ورنہ سزا وار خدا وندیش　　کس نتوا ندکہ بجا آورد

ورنہ کسی سے نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ کے لائق عبادت کرسکے۔

مجذوب صاحبؒ نے اپنے وصال کے قریب آپ سے پینے کے لئے پانی مانگا آپ نے جلدی سے پانی لادیا' مجذوب صاحبؒ نے تھوڑا سا پی کر باقی اپنا پس خوردہ پانی آپ کو پینے کے لئے ارشاد فرمایا' آپ فوراً اس کو پی گئے اور بے ہوش ہوکر زمین پر گر گئے۔ گو تھوڑی دیر کے بعد ہوش آگیا مگر دل دنیا اور اہل دنیا سے پھر گیا' سرکاری کام کیا چاہتے ہیں لیکن کیا نہیں جاتا دل بے اختیار خلوت و گوشہ نشینی کی طرف مائل ہوگیا'

آپ دو چار دن اسی شش و پنج میں رہے، اس عرصہ میں وہ وقت قریب آگیا کہ لوگ حضرت ابراہیم بن ادھم کا گذشتہ قصہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں، ۱۲۹۷ھ ہے حاجی مستان شاہ صاحب مجذوبؒ پر نزع کا عالم ہے اور آپ حسب عادت مجذوب صاحبؒ کی حضوری میں حاضر ہوئے ہیں جب سرکاری کام یاد آگیا تو آپ نے اٹھنے کا ارادہ فرمایا، مجذوب صاحبؒ نے کہا بیٹھ جا آپ بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب پھر آپ نے اٹھنا چاہا تو مجذوب صاحبؒ نے فرمایا بیٹھ، پھر آپ بیٹھ گئے۔ ایسا ہی جب تیسری مرتبہ آپ کے اٹھنے پر مجذوب صاحبؒ نے بیٹھ جا فرمایا تو آپ سب کو چھوڑ چھاڑ کر مجذوب صاحبؒ ہی کے ہو رہے، جمجذوب صاحبؒ کا انتقال ہو گیا تو لوگوں نے ان کو کفنا کر اُجالہ شاہ صاحب قدس سرہ کی درگاہ کے قریب دفنا دیا آپ مجذوب صاحبؒ کی قبر کے پاس آخر دم تک بیٹھے رہے، آپ پر کیفیت جذب کی طاری تھی نہ اہل و عیال کا کچھ خیال تھا نہ گھر کی خبر تھی، نہ نوکری کی فکر، نواب تراب علی خاں سالار جنگ بہادر بہت کچھ چاہتے رہے کہ یہ سیستانِ معرفت کا شیر پھر دُنیا کے تنگ پنجرہ میں مقید ہو جائے، مگر یہ بیٹھنا کچھ معمولی بیٹھنا نہیں تھا، کسی دل جلے کے بٹھانے سے بیٹھنا پڑا تھا۔ اسی لئے اس کوہ ثبات کو کسی دنیا دار کی باتوں کے تیز جھونکے اپنی جگہ سے نہ ہلا سکے، سچ پوچھے تو سدھ ہی کس میں تھی، ایک دل تھا وہ تو دلدار نے لے لیا۔ اب دل ہی کہاں سے لائیں جو اوروں کو دیں، اس وقت آپ اس شعر کے مصداق بنے ہوئے تھے:۔

یکے بینؔ و یکے دانؔ و یکے گوی   یکے خواہ و یکے خواں و یکے جوۓ

دیکھو تو ایک کو دیکھو، جانو تو ایک کو جانو، کہو تو ایک ہی کو کہو، شاہو تو ایک کو اہو، پڑھو

تو ایک کا ہی نام پڑھو، اور ڈھونڈو تو ایک ہی کو ڈھونڈو۔

سوائے پنج وقتہ نمازوں کے آپ کوئی کام ہی نہیں کر سکتے تھے، نہ پہننے کا ہوش تھا نہ کھانے کا خیال۔ کسی نے پہنا دیا پہن لیا، کسی نے کھلا دیا کھا لیا۔ لوگوں نے خیال کیا کہ یہ قلب ہی ہے، شاید پلٹی کھائے، چندے انتظار بھی کیا جب سب کو مایوسی ہوگئی تو آپ کے لئے مجذوب صاحبؒ کی قبر کے پاس ہی نواب تہنیت یار الدولہ بہادر کی تحریک پر نواب تراب علی خاں سالار جنگ مدار المہام بہادر نے خزانہ صرف خاص سے اپنے نیابت کے زمانہ میں خانقاہ بنوادی، جس میں آپ عرصہ تک فروکش رہے، ایک زمانہ کے بعد پھر نواب تہنیت یار الدولہ کی تحریک سے نواب لائق علی خاں سالار جنگ ثانی مدار المہام نے پختہ مسجد اور رہنے کے لئے حجرے، مجذوب صاحبؒ کی قبر کے متصل ہی سدی عنبر خاساماں کی نگرانی میں تیار کروائے، پھر ایک مدت کے بعد نواب آسمان جاہ بہادر نے اپنی مدار المہامی کے عہد میں مسجد کے مینار اور سائباں وغیرہ تیار کرا کے مسجد کی تعمیر مکمل فرمادی، آج تک وہ مسجد اپنے بانیوں کی یادگار میں قائم و موجود ہے۔

آپ نے اپنی ساری عمر اسی مسجد اور اسی حجرہ میں گذار دی، جہاں گوشہ نشینی اختیار کی تھی، طالبان کرامت کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا کرامت چاہیئے کہ آپ تیس چالیس سال تک ایک ہی جگہ بیٹھے رہے۔ مجذوب صاحبؒ کے مزار اقدس کو چھوڑ کر ایک لحظہ کے لئے بھی نہ ہٹے، خدا نے چاہا کہ آپ مسند ارشاد پر رونق افروز ہو کر طالبان حق کو مستفیض فرمادیں اس لئے فنا فی اللہ کے ساتھ بقا باللہ کا بھی درجہ عنایت ہوا،

جو لوگ خدا کی جستجو میں مدتوں سر ٹکراتے پھرتے تھے، ان کو آپ دم بھر میں کہیں سے کہیں پہنچا دیتے تھے۔ اس نوید جاں فزا کے سنتے ہی سینکڑوں مردہ دل دوڑ پڑے، آپ کی توجہ باطنی نے، آبِ حیات کا اثر دکھلایا۔ سب زندہ دل ہو کر اطراف و اکناف میں پھیل گئے، ہزار ہا دنیا دار اپنی اپنی مرادیں لے کر آتے اور اس درِ دولت سے کامیاب ہو کر جاتے، آپ کی توجہ باطنی کا یہ ادنیٰ کرشمہ تھا کہ دل دلدار کا ہو جاتا، اور دنیا سے سخت نفرت ہو جاتی، بے اختیار یہی خیال بندھا رہتا کہ یا جنگل جنگل بھٹکتا پھرے یا کسی حجرہ کا دروازہ بند کر کے دنیا و اہل دنیا کو خیر باد کہہ کے رات دن یادِ الٰہی میں مشغول رہے، آپ مثنوی شریف کے پڑھنے اور سننے کی اکثر رغبت دلایا کرتے، خود آپ کو اس کے سینکڑوں اشعار زبانی یاد تھے، اکثر مجلسوں میں اس کے برجستہ اشعار بڑے ذوق و شوق سے سناتے، اس وقت ساری مجلس پر عجیب محویت اور بیخودی چھا جاتی۔ در و دیوار سے حیرت ٹپکتی تھی، تمام امراء و عہدہ داران سلطنت اور خاص کر حضور نظام بھی درِ دولت پر آتے، ان سے بھی ویسی ہی ملاقات فرماتے جیسے عام لوگوں سے، علماء و فضلاء سے نہایت کشادہ پیشانی سے ملتے تھے اور ان کے حاضر ہونے سے نہایت خوش ہوتے تھے کئی مدار المہاموں کا دَور آپ نے دیکھا، ہر ایک نے آپ کے لئے کچھ منصب یا یومیہ جاری کرنا چاہا، آپ کا دنیا سے پلٹا اور ٹوٹا ہوا متوکل دل ہرگز اس کو قبول نہ فرمایا، اکثر ایسا ہوا ہے کہ یومیہ وغیرہ کی سند خدمت اقدس میں پیش کی گئی، آپ نے یہ فرما کر رد کر دیا کہ یہ شاید کسی اور بخاری کی ہوگی مجھے اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے، لوگوں کے نذر و ہدایا

بدقت قبول فرماتے اوراس کوبستر کے نیچے ڈال دیتے، اکثر سائل حاضر ہوا کرتے توان کواس میں سے لے کرمٹھی بند کر کے اس طرح دیتے کہ کسی کوخبر بھی نہ ہوتی کہ آپ نے کیا عطا فرمایا۔ مریدوں پر آپ کی ایسی نظر عنایت رہتی کہ ہر شخص یہی سمجھتا تھا کہ آپ کو سب سے زیادہ مجھ ہی سے خاص محبت ہے۔ اتباع سنت اور ذرا ذرا سے مسائل پر بھی عمل کرنا آپ کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا تھا۔ یوں تو آپ سے سینکڑوں کرامات ظاہر ہوئے۔ مگر سب سے زیادہ وہ کرامت قابل ذکر ہے جو آپ کے انتقال کے بعد آپ سے ظاہر ہوئی۔ زندگی ہی میں آپ نے اپنے خلفاء سے فرمادیا تھا کہ ہماری تجہیز وتکفین سنت نبوی کے موافق ہونی چاہیئے، حدیث میں یہی آیا ہے اور فقہاء بھی لکھتے ہیں، اور امام الصوفیہ حضرت محی الدین ابن عربی نے بھی بہت زور دیا ہے کہ نماز جنازہ مسجد میں نہیں ہونی چاہیئے، اس لئے ہماری نماز جنازہ مسجد میں نہ پڑھائی جائے۔ یہ وصیت آپ کے انتقال کے بعد لوگوں کے دلوں سے بھول گئی، حیدرآباد میں قاعدہ تھا کہ اکثر جنازہ بہت ہی تزک واحتشام کے ساتھ مکہ مسجد میں لے جاتے اور وہیں نماز جنازہ پڑھائی جاتی۔ حسب قاعدہ سب لوگ آپ کا بھی جنازہ مکہ مسجد کو لے جانے تیار ہوگئے۔ حتی کہ ہزارہا بندگان خدا جنازہ کا انتظار کرتے ہوئے مکہ مسجد ہی میں ٹھہرے رہے، چونکہ آپ کا موضع اقامت شہر سے باہر تھا اور حیدرآباد کا یہ بھی ایک قاعدہ ہے کہ شہر کے باہر کا جنازہ شہر کے اندر لانے کے لئے حضور نظام کی اجازت ضروری تھی۔ اس لئے آپ کے جنازہ کے لئے بھی حضور نظام سے اجازت طلب کی گئی۔ باوجودیکہ

حضور نظام کے نہایت معتقد تھے گھنٹوں وقت گزر گیا اجازت کے ملنے میں بہت دیر ہوگئی۔ مجبوراً اجالہ شاہ صاحب کی درگاہ کے کھلے میدان میں ہزار ہا خلق خدا کی جماعت کے ساتھ آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی، نماز سے فارغ ہوتے ہی سُنا گیا کہ اجازت مل گئی۔ اس وقت آپ کی وصیت یاد آئی، سب بے اختیار کہہ اٹھے اللہ رے آپ کا مسائل پر عمل کرنا کہ انتقال کے بعد بھی آپ نے اپنا کوئی کام خلاف مسئلہ ہونے نہ دیا۔ انہیں کہتے ہیں متشرع ایسے ہوتے ہیں اہل طریقت وحقیقت۔ غرض آپ کے تفصیلی احوال کے لئے کئی دفتر غیر کافی ہیں، چونکہ سید ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت حبیت تھی اور آپ کو بھی یہی نسبت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے خلافۃ ملی تھی، اس لئے جیسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کوئی اور مرض نہ تھا، خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق ومحبت ہی نے گھلا گھلا کر جان لی تھی، اسی طرح آپ کو بھی کوئی اور مرض نہ تھا یہی عشق تھا جو گھلا دیا اور ضعف وناتوان بنا دیا۔ غرض بڑھتا بڑھتا یہی ضعف باعث وصال ایزدی ہوا۔ کم نصیب دکن، غمزدہ حیدر باد کی آنکھوں میں دنیا تیرو تار ہوگئی۔ عاشقانِ حق تو لٹ گئے کہیں کے نہ رہے، طالبان صادق کی کمریں ٹوٹ گئیں، دل پاش پاش ہوگئے، کلیجے چھلنی بن گئے۔ آہ حیدرآباد کی آنکھوں کا تارہ جاتا رہا۔ بُرج حقیقت کا آفتاب، فلک شریعت کا مہتاب، اجالا شاہ صاحب والی مسجد کو اپنا مشرق بنا کر اپنی نورانی شعاعوں سے ایک عالم کے دلوں کو روشن کررہا تھا۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (ہر ایک کو موت کا مزہ چکھنا ہے) کی مغرب میں منہ چھپا کر ہم غلاموں کو دائمی مفارقت کا

داغ دے گیا۔ شفیق روحانی باپ کا سایہ ہم خادموں کے سر سے اٹھ گیا اور اٹھا بھی تو ایسا اٹھا کہ پھر اس زندگی میں ملنے کی امید ہی نہیں، ایسی حالت میں خادم تو خادم سارا عالم بھی جس قدر رنج کرے تھوڑا ہے۔ شب جمعہ وقت تہجد جمادی الاولیٰ کی دسویں تاریخ ۱۳۲۸ھ کی شب ہے قاری یٰسین شریف پڑھتا ہوا "[1] قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّۃَ" پر پہنچا ہے کہ قطب دوراں، فرد وقت، سالک مجذوب و مجذوب سالک باقی باللہ مرشدنا مولانا حضرت سید محمد پادشاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہم مہجوروں کو یوں ہی تڑپتا چھوڑ کر فردوس فریں کو سدھارے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ. قطعہ تاریخ وفات طبعزاد جناب مولوی سید شاہ عبداللطیف صاحب قادری ساکن تماپور

کہ سید پادشاہ صاحب بخاری ‏ ‏ ‏ گئی فردوس اعلیٰ کو سواری
کہ سنہ کی فکر میں تا دل ہمارا ‏ ‏ ‏ (جو ہے منظور حق) ہاتف پکارا
۸ ۲ ۳ ۱ ھ

ہائے افسوس اس گنجینۂ معرفت کو اس جذب و سلوک کے خزانہ کو حاجی مستان شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں زیر زمیں دفنا دیا اور اوپر سے چار انگل مٹی کا ڈھیر لگا دیا۔ دیکھنے والو! آؤ دیکھو مسنون قبر ایسی ہوتی ہے، سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائیو سنو! سنن پر مرمٹنا اس کو کہتے ہیں، بارِ غم سے کسی قدر ہلکا ہونے کے لئے دل تو بہت کچھ کہنا چاہتا ہے لیکن یہ محل عدم گنجائش کی شکایت کر رہا ہے، اس لئے غم کے گھونٹ پی کر میرے آقا سے سنے ہوئے چند نصائح لکھ کر چپ ہو جاتا ہوں، منجملہ ان نصائح کے

---

[1] خدا کی طرف سے ارشاد ہوا کہ جنت میں جا داخل ہو۔

جن کو میں نے آپ کے مبارک محفلوں میں سُنا ہے یہ ہیں:

(۱) اگر کسی معاملہ میں کوشش کی گئی اور نتیجہ خلاف مرضی نکلا تو اس کے لئے ہرگز رنج نہ کیا جائے بلکہ بہت ہی آہ و زاری کے ساتھ اپنی اس کوشش پر کثرت سے استغفار پڑھے، میں نے عرض کیا حضور! استغفار کا یہ کیا موقع ہے؟ ارشاد فرمایا انسان کو مباح اور جائز معاملہ میں کوشش تو ضرور ہے، پھر جب دیکھے کہ سارا بنا بنایا کام بگڑ گیا اور ہماری ساری کوشش رائیگاں گئی تو سمجھے کہ خدا کی یہی مرضی تھی اور ہم نے آج تک خدا کی مرضی کے خلاف کوشش کی ہے، اس لئے اس خلاف کرنے پر جس کا اب علم ہوا ہے کثرت سے استغفار کیا جائے۔

(۲) وجد و شوق، چیخ و تڑپ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے بالکل مخالف ہے اگر کسی مجددی کی ایسی حالت ہوگئی ہو تو وہ ازالہ کے قابل ہے، اس طریقہ مجددیہ نقشبندیہ کا جس پر رنگ چڑھتا ہے اس کی حالت ظلّی طور پر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے جیسی ہو جاتی ہے اس کو وہ اطمینان و سکینہ، اور وہ وقار و تواضع و انکسار، اور وہ دوام حضور، اور وہ اعلیٰ پیمانہ پر احسان [1] ہوتا ہے جیسے صحابہ کرام کو حاصل تھا، انہیں کی طرح امر معروف اور نہی عن المنکر اس کی عادت ہو جاتی ہے۔

---

[1] احسان کی تعریف یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کی ایسے طریق سے عبادت کی جائے کہ یہ عبادت کرنے والا گویا خدائے تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اگر یہ رتبہ حاصل نہ ہو سکے تو کم سے کم یہ تصور تو ہو کہ خدائے تعالیٰ اس کو دیکھ رہا ہے اور یہ بات انتہاء درجہ کے اخلاص کے بعد ہوتی ہے۔

(۳) سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو، اور اہل دنیا سے ہمیشہ بچتے رہو، اور یہ بات خوب سمجھ لو کہ جو اہل دنیا کے پاس جائے گا وہ ذلیل وخوار ہوگا اور جو ان سے دُور رہے گا اس کے پاس وہ سب کتوں کی طرح دوڑتے ہوئے آئیں گے۔

(۴) فقر وفاقہ اس طریقہ عالیہ کے لے لوازمات سے ہے۔

(۵) نکاح اور صحبت اغنیاء مبتدی کے لئے سمّ قاتل، اور فیض کے لئے سدِّ ذو القرنین ہے۔

(۶) درجہ کمال کو وہ شخص پہنچے گا جس کو شیخ کامل ملے، اور شیخ کامل کے قریب اک حجرہ ہو اور وہ اس حجرہ میں رات دن ذکر وشغل میں غرق رہے، اور بے ضرورت حجرہ سے باہر نہ نکلے۔

(۷) یہ جو مشہور ہے کہ امام ربّانی قُدس سرہٗ العزیز مسئلہ وحدت الوجود کے منکر تھے بالکل غلط اور سراسر افتراء ہے بلکہ امام صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ توحید وجودی منجملہ معارف قلب کے ہے گو اس کے اربابِ اہل ولایت ہیں لیکن کمال ابھی اس کے اور پرے ہے، وہ یہ ہے کہ ''اِنَّ الْعَبْدَ عَبْدٌ وَ الرَّبَّ رَب '' (یعنی عبد عبد ہی ہے اور رب رب ہی ہے) کا ظہور ہونے لگے، صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ علیہم کی یہی نسبت تھی۔

(۸) حیات طیبہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے کل امور اللہ تعالیٰ کے تفویض کردیں، انقلاب احوال کو بیٹھا دیکھا کرے کہ شہنشاہ قادر کس طرح بناتے اور بگاڑتے ہیں، اور پھر بگڑ ہوئے اور الجھے ہوئے کو سلجھاتے جاتے ہیں، واقعات اور

حوادثات کو دیکھے مگر دم نہ مارے اور کبھی چوں و چرا نہ کرے، اللہ تعالیٰ کے وعدے اور اس کے غیبی خزانوں کو یاد کر کے دل کو ہمیشہ قوی کرے اور ہمت دلاتے رہے اور اپنی ذات سے اور سارے جہاں سے بالکل مایوس ہو جائے۔

(۹) محبت کی علامت یہ ہے کہ کمال رغبت اور نہایت خوشی سے محبوب پر اپنی ساری خواہشات کو قربان کر دے، جو محبوب کا خلاف کرے اور اس کی بلاؤں سے بھاگے اور پھر بھی اس کی محبت کا دعویٰ کیئے جائے وہ جھوٹا اور مغرور ہے، باوجود اس جھوٹی محبت کے یوں سمجھے کہ میں محبوب کے پاس مقبول ہوں وہ شقی ہے مہجور ہے۔

(۱۰) لوگ کہتے ہیں کہ اس طریقہ کی تحصیل میں پانچ چھ سال ہم کو مفت ضائع کرنے پڑیں گے، پھر یہ بھی نہیں معلوم کہ آخر کار ہوتا کیا ہے، اس لئے کہ انجام نامعلوم ہے کیا معلوم کہ اس مدت میں کچھ حاصل ہوتا بھی ہے کہ نہیں، جو لوگ اس طرح کہتے اور ایسا خیال کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان کی تقدیر میں یہ دولت ہی نہیں ہے۔ پانچ چھ سال خدائے تعالیٰ کی یاد میں صرف کرنے بخل کر رہے ہیں، وہ یہ بتائیں کہ ساری عمر کس چیز کے لئے صرف کی گئی اور ان کو اس سے کیا حاصل ہوا، سالک کو چاہئے کہ طلب سے ہرگز ملول اور دل تنگ نہ ہوئے سختیاں جھیلے صدمے سہے، مگر اس در کو نہ چھوڑے اور یہ سوچے کہ کوئی سائل اگر کسی کریم کے در پر پڑا رہے تو وہ اس کو اپنے در سے محروم لوٹانے سے شرماتا ہے تو بھلا ایسا کریم کہ جس کو جو مانگے وہ دینا ایک ٹکڑا روٹی کا دینے سے

زیادہ آسان ہے، کیا وہ اپنے در سے خالی ہاتھ واپس کرے گا نہیں ہرگز نہیں، لیکن سالک کو کوشش اور صبر ضرور رہے۔

(۱۱) دوام ذکر اور صحبت شیخ سے نسبت کا حاصل ہونا لازمی ہے لیکن یہ نسبت کچھ اس تدریج سے حاصل ہوتی ہے کہ سالک خود اس کو نہیں سمجھ سکتا ہے، اس کو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مجھ کو کچھ حاصل نہیں ہوا، سالک کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہے جس نے اپنے بچے کو خطاطی کے لئے خوش نویس کے پاس بھیجا، خوش نویس اس لڑکے کی ہر روز کی صلاح جمع کرتا گیا۔ چند روز کے بعد اس بچہ کے باپ نے خوش نویس سے پوچھا کہ بچہ تو بہت روز سے لکھ رہا ہے، لیکن اب تک اس کو کچھ حاصل نہ ہوا۔ خوش نویس نے اس کا پچھلا مشق جو کچھ جمع تھا باپ کے سامنے لا رکھا، باپ نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہر روز کچھ نہ کچھ خط سدھر گیا ہے ابتدائی خط کو آج کل کے خط سے کچھ نسبت ہی نہیں، زمین و آسمان کا فرق ہوگیا ہے، لیکن اس فرق کو باپ نے سمجھا نہ بچے نے۔ اسی طرح سالک کی حالت روز بروز سدھرتی جاتی ہے مگر اس کو اس کی خبر نہیں ہوتی، اب رہی یہ بات کہ نسبت بتدریج کیوں حاصل ہوتی ہے، اس کو یوں سمجھو کہ اگر کسی فقیر کو کثیر مال بے مشقت مل جائے تو وہ اس کو نہایت بے قدری سے اڑا دے گا۔ بخلاف اس کے اگر اس کو مال کثیر بتدریج ملے تو وہ اس کی قدر کرے گا اور اس سے نفع لے گا۔ اسی طرح اگر بے مشقت ایک دم سے نسبت حاصل ہوگی تو وہ بے قدری سے تباہ کردی جائے گی۔

(۱۲) قلب کی دوا پانچ چیزیں ہیں: تدبُّر سے (۱) قرآن شریف پڑھنا۔ (۲) پیٹ کو خالی رکھنا، (۳) قیامِ لیل، (۴) سحر کے وقت تضرع کرنا، (۵) صالحین کی صحبت اور ان کے ساتھ (۱) مجالسہ کرنا۔ (۱) ہمنشینی

(۱۳) بندہ کو حق تعالیٰ سے اسی قدر قرب ہوگا جس قدر اس کو خلق سے بُعد ہوگا۔

(۱۴) اس پر کل اولیاء اللہ کا اتفاق ہے کہ جس شخص کی غذا حرام سے ہوگی وہ الہام اور وسوسہ میں کچھ فرق نہ کر سکے گا۔

(۱۵) ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ لوگوں کی حالت میں فساد اور ان کے قلوب ناکارہ چھ وجہ سے ہوگئے ہیں: (۱) اعمالِ آخرت کے لئے ضعفِ نیت رکھتے ہیں، ان کے (۲) ابدان شہوات کے لئے رہن ہوگئے ہیں باوجود (۳) قربِ اصل کے طولِ عمل ان پر غالب ہے۔ (۴) مخلوق کی رضا کو خالق کی رضا پر ترجیح دے رکھے ہیں۔ اپنے (۵) ہواء اور خواہشات کے پیچھے پڑ گئے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو پس پشت پھینک دیئے ہیں۔ (۶) سلف کی تھوڑی سی لغزش کو اپنے لئے حجت بناتے ہیں اور ان کے بہت سارے مناقب کو دفن کرتے یعنی چھپاتے ہیں، اس میں ان کی تقلید نہیں کرتے۔

(۱۶) خواجگان نقشبندیہ علیہم الرحمۃ سے جو فیض لینا چاہے اس کو چاہئے کہ ہمیشہ تین باتوں کا لحاظ رکھے۔ (۱) جب کوئی ایسا عمل صادر ہو جو ان حضرات کا پسندیدہ ہے تو ہرگز اپنے عمل کو نہ دیکھے اور نہ یہ سمجھے کہ میں بھی کچھ ہوں اور کبھی اپنے

میں انانیت نہ آنے دے بلکہ پہلے سے زیادہ متواضع و منکسر رہے۔ اگر کوئی ایسے عمل کا مرتکب ہو جائے جس کو وہ حضرات ناپسند فرماتے ہیں تو یہ نہ سمجھے کہ میں ان کے پاس مردود ہو گیا ہوں ہرگز مایوس نہ ہو، ان کو چھوڑ کر کہیں اور نہ بھٹکے۔ جب وہ کوئی حکم فرمائیں تو نہایت خوش دلی سے عجلت کے ساتھ اس کی تعمیل کرے اسی سے مقصود ملے گا۔

(۱۷) جو شخص نماز تہجد میں سورۂ یٰسین پڑھے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد دُعا کرے تو وہ دعا مقبول ہوتی ہے۔

(۱۸) ایک روز آپ نے وہ خمسہ نہایت ذوق و شوق سے ارشادرمایا جس کو حضرت خالد نے جامی رحمۃ اللہ علیہ کے شعر پر تضمین فرمایا ہے:

گرچہ درصورت بذرّات جہاں جلوہ گری   گاہ در حور نمایندہ و گہ دربشری

اگرچہ ظاہرً اسارے جہاں کے ذرہ ذرہ میں آپ جلوہ گر ہیں، کبھی آپ حور میں دکھائی دیتے ہیں تو کبھی انسان میں۔

لیک چوں ذاتِ تو از رنگِ حدوثست بری   نہ بشر خوانمت اے دوست نہ حور و نہ پری

لیکن جبکہ آپ کی ذات حدوث کے رنگ سے خالی ہے اور پاک ہے تو اس لئے اے دوست نہ میں آپ کو بشر کہتا ہوں نہ حور نہ پری۔

ایں ہمہ برتر حجابستو تو چیزے دگری

یہ تمام چیزیں آپ پر پردہ بنے ہوئے ہیں اور آپ کچھ اور ہی ہیں۔

(۱۹) ایک روز آپ نے فرمایا مولانا حمید الدین صاحب نزع کی حالت میں تھے ان کے صاحبزادہ مولانا حسام الدین نے ان کو دیکھا کہ وہ نہایت مشوش و مضطرب ہیں عرض کیا ابا جان! اس وقت آپ مضطرب کیوں ہیں، آخر اس اضطراب کی وجہ کیا ہے، مولانا حمید الدین صاحب نے کہا بیٹا کیا کہوں اس وقت مجھ سے وہ چیز مانگتے ہیں جو نہ میرے قبضہ و ملک میں ہے نہ میں نے اس کے حصول کا کوئی طریقہ ہی سیکھا ہے، اس وقت قلب سلیم کا مطالبہ ہو رہا ہے کیا کروں کہاں سے انہیں لادوں۔ مولانا حسام الدین نے عرض کیا ابا جان تھوڑی دیر قلب سے میری طرف کو متوجہ ہو رہیئے یہ کہہ کر آپ نے اپنے والد کو بہت ہی زور کی توجہ دی، ایک گھنٹہ کے بعد مولانا حمید الدین صاحب نے اپنے قلب میں نہایت ہی اطمینان و سکینہ پایا فوراً آنکھیں کھول دیں اور کہا بیٹا تم کو خدا تعالیٰ جزائے خیر دے، افسوس میں نے اپنی عزیز عمر بے قدری سے ضائع کر دی، مجھ کو چاہئے تھا کہ اپنی ساری عمر اس پیارے طریقہ کو تحصیل میں صرف کر دیتا، خیر جو ہوا سو ہوا اب خدا کا شکر ہے اور ہمارے صالح اولاد کے خیر و برکات ہیں کہ آج ہم نہایت ہی اطمینان سے قلب سلیم لئے ہوئے دنیا سے جاتے ہیں۔

یہ واقعہ سنا کر حضرت نے حاضرین کو فرمایا لوگو! حضور قلب کا ملکہ صحت ہی میں حاصل کر لو ورنہ جب مرض الموت میں دماغ اور طبیعت کی ساری قوتیں مضمحل ہو رہی ہوں اور ہر چیز میں انحطاط اور فتور آ گیا ہو تو ایسے وقت میں بھلا حضور قلب کہیں حاصل ہو سکتا ہے؟ یہ [1] متعذر بلکہ ناممکن ہے۔

---

[1] دشوار

یہ نمونہ ہے آپ کے سودمند نصائح کا، یہ ناچیز اسی درِ دولت کا ادنیٰ خادم ہے میں نے اپنے کسی دینی بھائی کو اک خط لکھا ہے اور اس میں قلب کی بگڑی ہوئی حالت سُدھرنے کے لئے نو تدبیریں بتلائی ہیں۔ گو اس خط کی عبارت اور مضامین میرے ہی ہیں مگر حقیقت میں وہ خط میرے آقا ہی کی مشعل معرفت و سراج حقیقت سے سلگایا ہوا چھوٹا سا چراغ ہے اس لحاظ سے اس خط کو بیسویں نصیحت یا انیسویں نصیحت کی شرح یا قلب سلیم کی تفسیر کہنا بیجا نہ ہوگا اس لئے وہ خط ذیل میں ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

برادر دینی و محبِّ راہ یقینی

جَعَلَ اللّٰهُ قُلُوْبَنَا وَ قُلُوْبَكُمْ سَلِيْمَةً [1]

[1] اللہ تعالیٰ ہمارے اور تمہارے دلوں کو سلیم بنائے۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ ! میرے نام آیا ہوا آپ کا خط اس وقت میرے سامنے رکھا ہوا ہے آج تک اس کا جواب نہ دے سکا۔ اب اس کے جواب کے پیرایہ میں کچھ اپنے دلی خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں سنو اور بغور سنو اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند
اناں سعادت مند پند پیر دانا را

ہماری نصیحت سنو! اے عزیزو، سعادت مند نوجوان پیرِ دانا کی نصیحتوں کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ ہم کو نلدرگ چھوڑے ہوئے ایک زمانہ ہوگیا وہاں آنے کو ہر چند جی چاہتا تھا پر قدم نہ اٹھتا تھا، نہ اٹھے، بجائے ہمارے کوئی

شاعر ہوتا تو اس کا بار فلک کج رفتار کے سر تھوپتا لیکن ہم تو ڈنکے کی چوٹ ہانکے پکارے کہے دیتے ہیں۔ شعر

چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے جفا کاری میں کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

ہاں خوب یاد آیا ہم کو رسمی طور پر آپ کی مزاج پرسی کرنی چاہئے تھی مگر یہ صرف ظاہرداری ہے، چنداں اس سے دلچسپی نہیں، آیئے تھوڑی دیر کے لئے اصلاح قلب کے تدابیر سوچیں۔

پہلی تدبیر دنیا کی بے ثباتی اور اس کی ناپائیداری کو نظر عبرت سے دیکھا کرو، دنیا بے گھروں کا گھر ہے، یہ دار فانی گذشتی اور گذاشتی ہے اس کا دلدادہ پرلے درجہ کا احمق ہے کیسے کیسے سلاطین نامدار شاہان ذی الاقتدار کہ جن کے رعب و داب کا سکہ ایک جہاں پر جما ہوا تھا اور روئے زمین پر جن کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی، آج وہ کس بے بسی اور کسمپرسی کے عالم میں پڑے ہوئے ہیں۔ اُف اس بے وفا دنیا نے ان بیچاروں کو کیسے کیسے سبز باغ دکھلا کر بھلاوادے دیکر زیر زمین سلا دیا۔ پھر بھی اس کو ان حرمان نصیبوں پر کچھ ترس نہ آیا۔ آئندہ نسلوں کی عبرت کے لئے بے تاج وتخت، فرشِ خاک پر زیر زمین پڑے ہوئے بادشاہوں پر مٹی کا ایک ڈھیر لگا کر قبر کے نام سے مشہور کیا گیا۔ ہائے اس جفا کار دنیا نے اپنے ظلم کے ہوا کے جھونکوں سے اس تودۂ خاک کو اڑا اڑا کر بے نشان، ہی بنا کے چھوڑا۔ شعر

نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے

آہ آہ! آپ نے نہ ایسا ظلم کہیں دیکھا ہوگا نہ سنا ہوگا، کروڑوں خانماں برباد ہوگئے، ان بیچاروں کا کوئی نام لیوا ہی نہ رہا۔ اگر کہیں ان کی نسل میں کوئی جیتی جاگتی نشانی بھی ہے تو لوگوں کے دروں پر بھیک مانگتے ہوئے دکھائی دیتی ہے۔ شعر

اللہ رے فلک کی تلون مزاجیاں
رکھتا نہیں کسی کو کبھی ایک حال پر

او بے وفا دنیا ! یا کوئی اپنے دوستوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا کرتا ہے جیسا کہ تو نے کیا۔ کیسے کیسے مہ جبینوں کو تو نے خاک میں ملا دیا، ان کی اٹھتی ہوئی جوانی پر بھی تجھے کچھ رحم نہ آیا۔ ان کا نہ چھپنے والا حسن، ان کی ٹوٹی پھوٹی قبروں سے نکل نکل کر اپنے دیکھنے والوں کو آٹھ آٹھ آنسو رُلا رہا ہے، اُدھر زلفوں کا ڈھیر لگا ہوا ہے تو اِدھر کاکلوں کا، ان کی نازک نازک کلائیاں اور ان کے سارے جوڑ بند ایک دوسرے سے جدا ہو کر کہیں کے کہیں پڑے ہوئے ہیں، ان کا نرم و نازک جسم کو جس کو پھولوں کی سیج اپنی کرختگی کی وجہ سے اٹھا اٹھا کر بار بار بٹھا دیا کرتی تھی، آج وہ مور و مار کی غذا بن رہا ہے۔ یہ بیچارے اگر تیرا کچھ نہ کر سکے تو کیا عجب ہے، کیونکہ قسام ازل نے ان کو کسی کے مقابلہ کے لئے پیدا نہیں کیا تھا۔ ہاں تعجب ہے تو اس بات کا ہے، حیرت ہے تو اس کی ہے کہ کیسے کیسے شہ زور پیلتن، شیر دل نامور بہادروں کو تو نے نیچا دکھا کے چھوڑا، عرب سے عجم تک جن کی شجاعت کا شہرہ تھا، ایک زمانہ جن کا لوہا مان لیا تھا، ہائے وہ آج کس بے بسی کے ساتھ اپنی اپنی قبروں میں چار خانے چت پڑے ہوئے ہیں، لطف یہ ہے کہ ہم سب کچھ سمجھتے ہیں، کہتے ہیں، سنتے ہیں مگر چند لمحے بھی گذرنے نہیں پاتے کہ جو کچھ کہا سنا تھا عمر بے بقا

کی طرح ملیامیٹ ہوا جاتا ہے، پھر وہی ہم ہیں اور وہی ہماری قدیمی غفلت، اس اندھیر کا کیا کہنا۔ خیر اب تک زمانہ جس طرح گذرا گذرا، اب تو ہم کو ذرا سنبھلنا چاہیئے، اور دنیا کی بے ثباتی اور اس کے نشیب وفراز کے خیالات کو اپنے دل کے آغوش میں محبت کے ساتھ اس طرح پالیں کہ ایک لحظہ نظروں سے اوجھل نہ ہو۔

اشعار

دنیا نہیں کسی کی ہمیشہ قیام گاہ	جو ہے یہاں وہ تیر قضا کا نشانہ ہے
دنیا میں کوئی داغ سے خالی جگر نہیں	بے داغ چرخ پر بھی تو روشن قمر نہیں
دنیا نہیں ہے کچھ بھی جو دیکھا بہ چشم غور	اس پر وہ مبتلا ہے کہ جس کو نظر نہیں

دوسری تدبیر۔ ظلمات نفسانیہ وکدورت طبیعۃ کا ازالہ اور قلب وروح کو حق تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص نسبت کا پیدا ہونا اور اسرار وعلوم شریفہ کا القاء خدائے تعالیٰ کے ذکر کی مواظبت اور ریاضت ومجاہدات کی کثرت پر اور عام مخلوق سے دُور رہنے اور خلوت وتنہائی کے اختیار کرنے پر موقوف ہے۔ حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ نے جو وصیت کی ہے وہ بھی اسی کے قریب قریب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ سے سب کچھ ہوسکتا ہے، پر تجربہ کی بات یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کا دوست اور اس کا ولی ہونا بے ان چار چیزوں کے ذرا غیر ممکن ہے، اگر کسی کے دل میں خدائے تعالیٰ کے دوست بننے کی گدگدی سی لگی ہو تو اس کو ان چار چیزوں پر جان توڑ کوششوں سے عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ ایک تو عزلت وگوشہ نشینی کہ جس کی بدولت انسان بہت سارے گناہوں سے بچ

سکتا ہے یہ اس کا ادنیٰ نفع ہے اور دوسرے خاموشی، اس کے متعلق کسی نے خوب کہا ہے بغیر کچھ کہے کسی کو ہم نے پچھتاتے ہوئے نہیں دیکھا ہے اور جب دیکھا ہے تو کہنے کے بعد ہی اپنی کہی ہوئی بات پر نادم ہو کے پچھتاتے ہوئے پایا ہے۔ تیسرے جوع یعنی اکثر روزہ رہا کرے اور جب کھائے تو کسی قدر عادت سے کم کھائے۔ اشعار:

اندروں از طعام خالی دار　　تا درو نور معرفت بینی
اپنے اندر کو کھانے سے خالی رکھ　　تاکہ تو اس میں نور معرفت دیکھے
تہی از حکمتی بہ علّت آں　　کہ پُری از طعام تا بینی

حکمت سے تو اس وجہ سے خالی ہے۔ کہ ناک تک تو نے پیٹ کو کھانے سے بُھر دیا ہے۔ چوتھے سہر یعنی شب بیداری۔ اشعار:

ہر گنج سعادت کہ خدا داد بحافظؔ　　از یُمن دعائے شب و وردِ سحری بود

اللہ تعالیٰ نے حافظؔ کو معرفت کے جو خزانے دیئے ہیں، وہ راتوں کی دعاؤں اور پچھلی رات کے وظیفوں کی برکت سے دیا ہے۔

خواب و خورت ز مرتبہ عشق دور کرو　　انگہ رسی بدوست کہ بے خواب و خور شوی

کھانا اور سونا تجھ کو مرتبہ عشق سے دُور ڈالا ہے اللہ کی قربت تجھ کو اسی وقت حاصل ہوگی جبکہ تو زیادہ کھانا اور سونا چھوڑ دے۔

تیسری تدبیر: حق تعالیٰ نے تین چیزوں کو تین چیزوں میں پوشیدہ کر رکھا ہے: (۱) اپنی رضامندی کو اپنی اطاعت میں چھپایا ہے لہذا کسی اطاعت کو حقیر نہ سمجھے، شاید رضائے الٰہی اسی میں ہو۔ (۲) اپنی ناراضی کو اپنی نافرمانی میں مخفی کر دیا ہے، اس

لئے کسی نافرمانی کو تھوڑی نہ سمجھنا چاہئے کیونکہ شاید اللہ پاک کا غصہ وغضب اسی نافرمانی میں ہو۔ (۳) اپنی ولایت کو اپنے بندوں میں پوشیدہ کر رکھا ہے۔ لہذا کے بندوں میں سے کسی بندے کو بھی حقیر نہ سمجھنا چاہئے کیونکہ شاید اللہ تعالیٰ کا ولی وہی ہو۔

چوتھی تدبیر: حضرت مرشدی[1] رَوَّحَ اللّٰهُ رُوْحَهٗ وَ نَوَّرَ ضَرِيْحَهٗ مجھ سے بارہا فرمایا ہے کہ مرید کو چاہئے کہ اپنے مرشد سے نہایت خلوص اور صدق دل سے محبت رکھے۔ [2] رَبْطُ الْقَلْبِ بِالشَّيْخِ بِالْمَوَدَّةِ وَالْاِخْلَاصِ یعنی مرشد کے ساتھ دِلی محبت رکھنا شرائط سلوک سے ہے اور مرشد کی صورت کو ہمیشہ نظروں کے سامنے رکھے۔ اَلشَّيْخُ فِيْ قَوْمِهٖ كَالنَّبِيِّ فِيْ اُمَّتِهٖ یعنی مرشد اپنے مریدوں میں ایسا ہی ہے جیسے نبی اپنی امت میں، اور یہ حدیث مرصاد العباد میں ہے اور[3] عُلَمَاءُ اُمَّتِيْ كَاَنْبِيَاءِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ سے بھی اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ میں نے حضرت سے ایک روز یہ بھی سُنا ہے کہ جو فقیر شرع کا پابند اور صاحب درد ہو، اس کی صحبت اور خدمت کو غنیمت جانو، اور سچے دل سے اس کے ساتھ محبت رکھو، اس لئے کہ[4] كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ جو حق تعالیٰ کا فرمان ہے سچ ہے، اچھوں کی صحبت ضرور کچھ نہ کچھ رنگ لائے گی، اس وجہ سے قرآن مجید اور حدیث شریف نہایت ہی پُر اثر الفاظ میں نیک صحبت کی رغبت دلا رہے ہیں۔

---

[1] اللہ تعالیٰ ان کے روح کو منور کرے اور ان کی قبر شریف کو نور سے بھر دے۔ [2] یہ مقولہ بزرگوں سے ایسا ہی سنا گیا ہے۔ [3] میری امت کے علماء انبیاء بنی اسرائیل کے شان والے ہوں گے۔ [4] اس کا حاصل یہ ہے کہ شیوخ کامل اور ائمۂ مجتہدین کی اقتداء و محبت اختیار کرو۔

شعر

باعاشقاں نشین و غمِ عاشقی گزیں
باہر کہ نیست عاشق کم کن از و قریں

عاشقوں کے ساتھ بیٹھا کرو اور عشق اپنے میں پیدا کرو۔ جو عاشق نہیں ہے اس کے پاس مت پھٹکو۔

اگر بظاہر مرشد سے کسی کو دُوری ہوگئی ہو تو کچھ مضائقہ نہیں، مرشد کی صورت کا تصور جمانا اور ان کے بتلائے ہوئے وظیفہ پر مداومت کرنا ان کی جسمانی صحبت کا مزہ دے جاتا ہے۔

پانچویں تدبیر: ان کتابوں کے جن کے اوراق میں اولیاء اللہ کے مقدس سوانح عمریاں چھپی ہوئی ہیں، اور بات بات میں اپنے دیکھنے والوں کو تڑپا دیتی ہیں، ان کو ضرور دیکھا یا سنا کرو، ایسی ہی کتابوں کی بدولت طاعت کی ہمت اور ریاضت کی رغبت دن دونی رات چوگنی ہو جاتی ہے، عبادت میں کاہلی نام کو بھی پاس نہیں آنے پاتی، کیسی ہی مصیبت کیوں نہ آجائے اس میں نہایت صبر و استقلال سے کام لیا جائے گا۔ خدائے تعالیٰ نے بزرگوں کے احوال کو دنیا کی محبت دلوں سے کم کرنے اور نفس کو رزایل بشری سے پاک وصاف بنانے میں عجیب اثر دے رکھا ہے، میں نہایت وثوق کے ساتھ آپ کو باور کراتا ہوں کہ جب آپ کسی بزرگ کا حال پڑھیں گے تو آپ کو ایسا معلوم ہوگا کہ میں اسی بزرگ کی حضوری میں حاضر ہوں، وہ ارشاد فرمارہے ہیں اور میں سن رہا ہوں، اور ان کے فیض کا دریا پڑھنے والوں اور سننے والوں کے دلوں پر موجیں مارتا ہوا

امڈا چلا آئے گا۔ غرض ایسے پُر آشوب زمانہ میں اپنے اور بیگانوں سے بجز رنج اور غم کے کچھ نہ پائے گا۔ شعر

بھاگ ان بردہ فرشوں سے کہاں کے بھائی بیچ ہی ڈالیں جو یوسف سا برادر ہووے

اس فتنہ کے زمانہ میں ایسے دوست جو خرابیوں سے خالی ہوں وہ دو ہیں ایک تو مرشد ہے جن کا دل محبت الٰہی سے بھرا ہوا ہو، دوسرے نصیحتوں اور اولیاء اللہ کے احوال کی کتابیں۔

چھٹی تدبیر: اگر آپ منزل مقصود تک پہنچنا ہی چاہتے ہوں اور حق تعالیٰ کے مقرب بننے کا شوق آپ کو بے چین ہی کر رہا ہو، اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کے دربار میں کل کے دن آپ سرخ رو جانا چاہتے ہو تو خدائے تعالیٰ کے ٹھہرائے ہوئے اور خاص و عام کے لئے اس کے پسند کئے ہوئے قانون شریعت پر اس طرح جمے رہئے کہ کسی مخالف کی مخالفانہ تقریر کی بادصرصر کا جھونکا آپ پر کچھ بھی اثر کرنے نہ پائے، اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی پیروی کو عبادات اور عادات میں لازم وضروری جانئے۔ شرع کا خلاف کر کے شرع والے کی محبت کا دم مارنا اور ان کے مقرب بننے کی فکریں کرنا مجنونوں کے حرکات سے کچھ کم نہیں۔

اشعار

خلاف پیمبر کسے رہ گزید کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا جو خلاف کرے۔ یادرکھو کہ وہ منزل مقصود کو ہرگز نہ پہنچ سکے گا۔

محال است سعدی کہ راہ صفا   تواں رفت جز در پئے مصطفیٰ

سعدیؔ صفائی باطن کا طریقہ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بغیر اگر حاصل کرنا چاہیں تو یہ محال ہے۔

ساتویں تدبیر: عنقریب ہم کو یہاں سے چلنا اور ایک دوسرا ہی عالم بسانا ہے جب تک ہم یہاں رہیں مسافروں کی طرح رہیں، اور خدائے تعالیٰ کے سوائے کسی سے دل نہ لگائیں اور جب وقت آجائے تو اس مصیبت کدہ کو اس دار المحن کو نہایت خوشی سے خیر باد کہتے ہوئے چل کھڑے ہوں۔ اشعار

دوستی ہر چیز کی رب کے سوائے   سب جنم تجھ کو پریشانی میں بھائے
عشق کا اس کا تجھ کو اے درویش بس   کبھی نہ کوئی بات کی تو کر ہوس

آٹھویں تدبیر: ہر حال میں ذکرِ الٰہی جاری رہے کوئی عمل ذکر سے بہتر نہیں ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جہاد وسخاوت کو بھی ذکر کے مقابلہ میں ناچیز ثابت کیا ہے۔ اکثر آپ فرمایا کرتے تھے کہ لوگو! اس کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہنے لگیں، خدا تعالیٰ نے بھی قرآن مجید میں کئی جگہ ذکر کی رغبت دلائی ہے ایک جگہ نہایت مختصر الفاظ میں اپنے مقرب بننے کی تدبیر سکھلائی ہے۔ **وَ اذْكُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَ تَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا.** یعنی ہمیشہ اپنے پروردگار کا نام لیتے رہو اور سب سے ٹوٹ پھوٹ کر اسی کے ہو رہو، غرض اس قدر ذکر کی کثرت و مواظبت کیا کرو کہ کسی وقت بھی دل اس سے غافل نہ ہو سکے۔

شعر

اس دلربا کے ذکر سے بیدار دل رہے مطلب یہ ہے کہ یاد سے غافل نہ ہو کبھی

یوں تو ہر ذکر کی یہی شان ہے جس کو آپ سنتے ہوئے چلے آرہے ہیں، پر صفائی قلب کے لئے مرشد کے بتلائے ہوئے ذکر کو خدائے تعالیٰ نے عجب اثر دے رکھا ہے، مرشد سے آپ کو جو کچھ پہنچا ہے اس کو چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے ہر حال میں جاری رکھئے اور جب آپ کو دنیا کے مشاغل سے کچھ فرصت ملے تو آنکھ بند کر کے مرشد کی صورت کو پیش نظر جما کے خدائے تعالیٰ کی یاد میں ہمہ تن مشغول ہو جائے اس طرح سے آنکھ بند کئے ہوئے ذکر کرنا صفائی قلب کے لئے اکسیر اعظم ہے، گو دن کا ذکر بھی مفید ہے پر رات کا ذکر نہایت ہی موثر ہے۔

نویں تدبیر: اگر ہم دل کو آہنی آئینہ سے تشبیہ دیں تو کچھ بیجا نہیں ہے، ابتداء تخلیق کے وقت ہمارا دل بالکل ئینہ کی طرح پاک وصاف اور نہایت شفاف تھا جوں جوں ہم بڑھتے گئے اپنے ہاتھوں سے آپ ہی اس کو بگاڑتے گئے۔ خدائے تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس پاک و بے نیاز نے پھر اس بگڑے ہوئے دل کو سدھارنے کے بہت سارے اسباب مہیا کر رکھے ہیں، اس عالم میں بہت سی ایسی بھی چیزیں ہیں جو دل کو بگاڑنے اور اس کو سیاہ بنانے میں قوی اثر رکھتی ہیں، اس لئے ہم ان دونوں قسموں کے اشیاء کی ایک مختصر سی فہرست دیتے ہیں، اگر کسی کے دل میں سچی طلب ہو تو اس کو چاہئے کہ بری چیزوں سے بچے اور اچھی چیزوں پر عمل پیرا رہے، اس کے بعد آپ چند ہی روز

میں دیکھ لیں گے کہ اس کا زنگ آلود دل جام جم بنا ہوا عالم ملکوت کا جلوہ دکھاتا رہے گا۔

دل کو بگاڑنے والے اور اس کو زنگ آلود بنانے والے اشیاء

معصیت ۱، قوتِ حرام ۲، حب مال ۳، حب جاہ وحشمت ۴، رشک وحسد ۵، تعصب ناحق ۶، عداوت ۷، تکبّر ۸، ریا ۹، بغض وکینہ ۱۰، دروغ بیانی ۱۱، ضحک وقہقہہ ۱۲ بداخلاقی ۱۳، غیبت ۱۴، چغلخوری ۱۵، غصہ ۱۶، بے مروّتی ۱۷، زبان سے فحش یا خرافات بکنا ۱۸، حرص وطمع ۱۹، بخالت ۲۰، اپنی آپ تعریف کرنا ۲۱، کسی سے اپنی تعریف سننے کی خواہش ۲۲، اپنے آپ کو بڑا اور دوسروں کو حقیر سمجھنا ۲۳، غفلت ۲۴، (۱) چاپلوسی و خست ۲۵، کسی کو ضرر پہنچنے سے خوش ہونا ۲۶، (۲) تہوّر ۲۷، لوگوں کی عیب جوئی ۲۸، مکروحیلہ ۲۹، احکام الٰہی میں اشتباہ کرنا یا ان کو ہنسی اور دل لگی میں اڑا دینا۔

دل کو سدھارنے والے اور اس کو جلاء دینے والے اشیاء

توبہ، اکل حلال، صدق مقال، نیکیاں، خاموشی، سخاوت، تواضع، حیا، مخلوق خدا پر شفقت کرنا، عبادت، ذکر، فکر، طہارت، ہمیشہ باوضو رہنا، نفس کا خلاف کرنا اور اس کو توبیخ کرتے رہنا، ریاضت ومجاہدہ، (۳) محاسبہ، (۴) مراقبہ، صبر، شکر، خوف خدا، امید رحمت، سوء خاتمہ سے ہمیشہ ڈرتے رہنا، زہد، صدق نیّت اخلاص، قضاء الٰہی پر راضی رہنا،

---

(۱) ہلکاپن۔ (۲) بیجا شجاعت جس سے نقصان پہنچے۔ (۳) اپنا آپ حساب لیتے رہنا۔ (۴) نفس پر نگرانی رکھنا۔

توکل، قناعت، خویشتن داری (خودداری)، پرہیزگاری، حلم و بردباری، عفو، ثبات و استقلال، شجاعت، کرم، حُسنِ اخلاق، لانبی چوڑی امیدوں کو خیر باد کہہ کے ہر وقت موت کو یاد کرتے رہنا، سکرات کا خیال، قبر کی مصیبتوں کا سما ہمیشہ پیش نظر رکھنا، نکیرین کی ڈانٹ، قیامت کی بازپرس اور اس کے وحشت انگیز منظر کو نہ بھولنا، شوق دیدار و عشق الٰہی اور حضرت رسول مقبول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی محبت و اتباع۔

شعر

از طفیلِ خواجگانِ نقشبند کار دنیا عاقبت محمود باد

نقشبندی اولیاء کے طفیل سے۔ دنیا کا انجام خیر پر ہو۔

میرے اس رسالہ کا نچوڑ اور خلاصہ حضرت جامی علیہ الرحمۃ کا یہ شعر ہے۔ اسی شعر پر میں اپنے اس رسالہ کو ختم کئے دیتا ہوں۔

شعر

جامیا واقفِ دم باش عزیزاں رفتند فکرِ عقبیٰ بکن آخر کہ تو ہم مہمانی

جامؔی اپنی ہر سانس ذکر الٰہی میں نکالو۔ نقشبندی اولیاء اللہ جن کا ذکر تم پڑھ چکے ہو وہ سب دنیا سے چل بسے، تم کو بھی کتنے دن رہنا ہے، آخرت کی فکر کرو، آخر تم بھی تو یہاں مہمان ہو، ایک دن تم کو بھی چل بسنا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِمُؤَلِّفِهٖ ولوَالِدَيْهِ وَ لِكَاتِبِهٖ وَ لِمُصَحِّحِهٖ وَ لِمَنْ قَرَأَ فِيْهِ وَ لِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ

وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدُنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ. آمِین.

اے اللہ مغفرت فرما اس کتاب کے مولف کی اور ان کے والدین کی اور اس کتاب کے لکھنے والے کی اور اس کتاب کے تصحیح کرنے والے کی اور جو اس کتاب کو پڑھے ان کی اور تمام مسلمانوں کی۔ آخر کلام ہمارا یہ ہے کہ بہت تعریف للہ رب العالمین کو سزاوار ہے اور رحمت کاملہ اور سلام نازل ہو سب مخلوق سے بہترین ذات مُبارک پر جن کا نام مُبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ان کے تمام آل واصحاب پر آپ کی رحمت کے طفیل سے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

شجرۂ حضرات نقشبندیہ رضی اللہ عنہم اجمعین

یَا فَتَّاحُ

الٰہی بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الٰہی بحرمت خلیفۂ رسول اللہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت مصاحب رسول اللہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت امام ہُمام حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت سلطان العارفین قطب العاشقین حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت خواجہ ابوالقاسم گورگانی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت ابویوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت خواجہ جہاں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت خواجہ مولانا محمد عارف ریوکری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد باباسمّاسی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت سید السادات حضرت سید خواجہ امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجۂ خواجگان پیر پیران امام طریقت حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد شرف الدین زاہد رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مولانا خواجگی محمد الکنگی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت محبوب صمدانی امام ربانی مجدد الف ثانی امام الطریقۃ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت ایشاں حضرت شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت حافظ محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت سید السادات حضرت سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شمس الدین حبیب اللہ عارف باللہ قیوم زماں قطب جہاں حضرت مرزا مظہر جاں جاناں رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت قطب الاقطاب فرد الافراد حضرت شاہ عبداللہ المعروف بہ غلام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ واصل مرشد کامل عارف باللہ حضرت شاہ سعد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ وقت قطب دوراں عارف باللہ حضرت سید محمد پادشاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت جمیع حضرات نقشبندیہ بر فقیر ابوالحسنات سید عبداللہ رحم فرما و عاقبتش بخیر گرداں بِحُرمَۃِ النَّبِیِّ وَ اٰلِہِ الْاَمْجَادِ۔

اَمَّا بَعْدُ ....را

در طریقۂ عالیہ نقشبندیہ بیعت نمودہ داخل محفل گردانیدم حق سبحانہ تعالیٰ

............مذکور را از فیوضاتِ مرشدان حظّ وافر نصیب متکاثر

مع استقامتِ شریعت عطا فرماید۔

آمِیْنَ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍوَّ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.

جامیا واقفم باش عزیزاں رفتند
فکرِ عقبیٰ بکن آخر کہ تو ہم مہمانی
کم خور د کم خسپ و کم گوہم بجہلا کم نشین
دائما در ذکر باش و خویش را بیں بدتریں
باعاشقاں نشیں و غم عاشقی گزیں
باہر کہ نیست عاشق کم کن از و قریں
از طفیلِ خواجگانِ نقشبند

کارِ دنیا عاقبت محمود باد

محدث دکنؒ کی اردو تالیفات

- فضائل رمضان
- علاج السالکین
- کتاب المحبت
- تفسیر سورۂ یوسف
- مواعظ حسنہ
- قیامت نامہ
- معراج نامہ
- میلاد نامہ
- سلوک مجدّدیہ
- فضائل نماز
- نور المصابیح (ترجمہ زجاجۃ المصابیح)

DECCAN TRADERS
Bookseller & Publishers
23-2-378, Moghalpura, Hyderabad-500 002
Ph : 040-24521777, 66490230, Fax : 66710230
Website : wwwdeccantraders.co.in
E-mail : dthyd@yahoo.com

Talib E Dua

محمد عامر علی قادری ~حاذق

ابن

محمد عضمت الدین قادری صاحب